ماہنامہ

# التبلیغ

راولپنڈی

فروری 2021ء - جمادی الاخریٰ 1442ھ (جلد 18 شمارہ 06)

ماہنامہ

# التبلیغ

راولپنڈی

جلد 18 شمارہ 06

فروری 2021ء - جمادی الاخریٰ 1442ھ

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس — مفتی محمد ناصر — مولانا طارق محمود

فی شمارہ..................35 روپے

سالانہ..................400 روپے

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر

محمد شرجیل جاوید چوہدری

ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

0323-5555686

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

www.facebook.com/Idara Ghufran

www.idaraghufran.org

# ترتیب وتحریر

صفحہ


| | |
|---|---|
| **آئینۂ احوال**...........................وطنِ عزیز کی سیاست.............مفتی محمد رضوان | 3 |
| **درسِ قرآن**(سورہ آلِ عمران: قسط 11)...اللہ سے محبت کی دلیل نبی کی اتباع واطاعت ہے... // // | 5 |
| **درسِ حدیث** ... ''معراج'' سے متعلق انس رضی اللہ عنہ کی احادیث (قسط 1)... // // | 18 |
| **مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ** | |
| افادات وملفوظات.................................................// // | 31 |
| مخلوقات میں اللہ کی طاقت وقدرت کے نشاں.........................مولانا شعیب احمد | 37 |
| ماہِ ذوالقعدۃ: دسویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات.........مولانا طارق محمود | 42 |
| **علم کے مینار**:.. دنیائے اسلام میں فقہی مذاہب کا شیوع (حصہ دوم)...مفتی غلام بلال | 44 |
| **تذکرۂ اولیاء**:.........عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک مساجد کا احترام.........مفتی محمد ناصر | 49 |
| **پیارے بچو!**.............................بھائی کی غلطی................مولانا محمد ریحان | 52 |
| **بزمِ خواتین** .....عدالتی تفریق میں خواتین کے اختیارات (تیسرا حصہ)....مفتی طلحہ مدثر | 54 |
| **آپ کے دینی مسائل کا حل**....''مجہول'' صحابی کی روایت کا حکم.....ادارہ | 63 |
| **کیا آپ جانتے ہیں؟**...................... اللہ کے لیے محبت اور روافض | |
| کا اہلِ بیت کے متعلق غلو...............................................مفتی محمد رضوان | 72 |
| **عبرت کدہ** ..... فرعون کے موسیٰ علیہ السلام پر مزید اعتراضات...مولانا طارق محمود | 80 |
| **طب وصحت**..........حجامہ کی اُجرت ومزدوری کا حکم (قسط 1)......حکیم مفتی محمد ناصر | 85 |
| **اخبارِ ادارہ** ........... ادارہ کے شب وروز...............................// // | 90 |
| **اخبارِ عالم** ...... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں...........مولانا غلام بلال | 91 |

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**آئینۂ احوال**

مفتی محمد رضوان

# وطنِ عزیز کی سیاست

وطنِ عزیز کی سیاسی صورتِ حال نہایت ناگفتہ بہ ہے، قیامِ پاکستان سے لے کر تا حال ہمارے یہاں سیاسی سنجیدگی و بالغ نظری پیدا نہ ہوسکی، اور ایسے ایسے ناتجربہ کار، بلکہ خائن اور کرپٹ لوگ سیاست میں دخیل رہے کہ جن کا دیگر ممالک کی سیاست میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

ہمارے یہاں کی سیاست میں اس صورتِ حال کے ذمہ دار، جہاں اہلِ سیاست کے ساتھ، بہت سے عوام ہیں، وہاں مقتدر حلقے بھی اس کے ذمہ دار ہیں۔

مقتدر حلقوں کی طرف سے وقتاً فوقتاً سیاست میں دخیل رہنا، اور کبھی نااہل، خائن اور کرپٹ لوگوں کو سیاسی سہارا فراہم کرتے رہنا ''الجنس یمیل الی الجنس '' کے قبیل سے ہے کہ عادتاً ہر شخص اپنی طرح کے شخص کی طرف مائل ہوتا ہے۔

اگر مقتدر حلقے، خود امانت دار و ذمہ دار ہوں، تو ان کا خائن و نااہل اور کرپٹ لوگوں کے ساتھ کیسے گزارا ہوسکتا ہے، اور ان لوگوں کے ساتھ ان کی دال کیسے گل سکتی ہے۔

خائن و نااہل لوگوں کو سہارا فراہم کرنا اور ان کا معاون بننا، بلکہ ان کی تحسین وتوصیف کرنا ''من ترا حاجی بگویم، تو مرا حاجی بگو'' یعنی تم مجھے حاجی کہو، میں تمہیں حاجی کہوں گا، والا معاملہ ہے۔

دوسری طرف عوام کی طرف سے سیاسی اصلاحات اور اس سلسلے میں موثر کردار ادا کرنے میں سستی و کوتاہی کو بھی ہمارے یہاں کے سیاسی بگاڑ میں کافی دخل ہے، اور اس سلسلے میں عوام کے ساتھ ساتھ دینی و مذہبی بڑا طبقہ بھی برابر کا ذمہ دار ہے، جس نے سیاست کو دین سے الگ تصور کر کے اپنے آپ کو نماز، روزے وغیرہ تک محدود کرلیا، نہ تو سیاست میں خود اچھے اور ذمہ دار و باکردار لوگوں کے انتخاب کے لیے کوششیں کیں، اور نہ ہی کرپٹ لوگوں کے مؤاخذہ کے لیے کوئی مؤثر کردار ادا کیا۔

ہمارے ملک کا آئین ودستور، سیاسی اصلاحات میں بڑا معاون و مددگار ثابت ہوسکتا تھا، لیکن

www.idaraghufran.org

افسوس کہ آئین کی اہمیت کو نہ تو مقتدر حلقوں نے سمجھا، بلکہ اس کو اپنے مقاصد کے راستے میں رکاوٹ سمجھا، اور اس کو بار بار نظر انداز، اور اس سے بڑھ کر پامال کیا، اور اس کو نظر انداز و پامال کرکے، خود شخصی و جبری نظام کو طویل وقت تک مسلط کیے رکھا، اور نہ ہی اہلِ سیاست اور عوام کی طرف سے آئین پر عمل درآمد کو موثر و کارآمد بنانے کے لیے، آئینی و قانونی اعتبار سے خاطر خواہ کوششیں ہوسکیں۔

یہاں تک کہ دینی مدارس و جامعات کے اکثر طلبۂ کرام کو بھی علمی طور پر اس طرف سے لاتعلق رکھا گیا، اور محض اس کا علم حاصل کرنے کو بھی تعلیم وتعلم میں خلل کا باعث سمجھا گیا، جس کی وجہ سے آئینِ پاکستان سے اکثر علماء بھی نابلد رہے، جبکہ موجودہ آئین سازی میں علمائے کرام کا بہت بڑا کردار رہا ہے، لیکن ان علمائے کرام کے نام لیوا اور ان کی طرف نسبت کرنے والوں میں ایسے لوگ بہت کم ہیں، جو اپنے اکابر علماء کے مرتب کردہ آئین کی اہمیت، بلکہ اس کی حقیقت سے بھی باخبر ہوں، جس کی وجہ سے آج بہت سے علماء و مذہبی رہنما، ووٹ کے استعمال ہی کو ہر حال میں بہت بڑا گناہ، خیال کرتے ہیں، اور اس کے شہادت وامانت وغیرہ ہونے کے شرعی پہلوؤں سے بھی واقف نہیں۔

جبکہ وطنِ عزیز کی سلامتی وبقاء اور استحکام کے لیے آئینِ پاکستان کی اہمیت کو سمجھنا، اور اس پر عمل کرنا، بہت ضروری ہے۔

اس صورتِ حال کے نتیجہ میں آج ہمیں وہ دن بھی دیکھنا پڑ رہا ہے کہ پوری دنیا کی نظروں میں ہمارے یہاں کا سیاسی نظام بازیچۂ اطفال اور جگ ہنسائی کا ذریعہ بن کر رہ گیا ہے اور ہمارے ملک کے ساتھ وہ کچھ دنیا میں طرفہ تماشا ہو رہا ہے کہ جس کی وجہ سے پوری قوم کی گردنیں شرم سے جھک چکی ہیں۔

اب بھی وقت ہے کہ اس سلسلے میں ہر شخص حسبِ حیثیت وحسبِ قدرت ''دامے، درمے، سخنے'' اپنی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے اور ان کو نباہنے اور پوری کرنے کا اہتمام کرے، تاکہ مزید تباہی سے اپنے آپ کو، وطنِ عزیز کو، بلکہ آئندہ آنے والی اپنی نسلوں کو محفوظ رکھا جاسکے۔

اللہ کرے کہ ایسا ہو۔آمین۔

**درسِ قرآن** (سورہ آلِ عمران: قسط 11، آیت نمبر 31، 32)

مفتی محمد رضوان

# اللہ سے محبت کی دلیل نبی کی اتباع واطاعت ہے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ ○ (سورة آلِ عمران ، رقم الآیات ۳۱، ۳۲)

ترجمہ: کہہ دیجیے آپ (اے محمد لوگوں سے) کہ اگر ہو تم محبت رکھنے والے اللہ سے، تو اتباع کرو تم میری، محبت فرمائے گا تم سے اللہ، اور مغفرت فرمائے گا تمہارے لیے تمہارے گناہوں کی، اور اللہ غفور الرحیم ہے۔

کہہ دیجیے آپ کہ اطاعت کرو تم اللہ کی اور رسول کی، پھر اگر پیٹھ پھیرو گے تم، تو بے شک اللہ نہیں محبت کرتا، کافروں سے (سورہ آلِ عمران)

## تفسیر وتشریح

مذکورہ دو آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ کی محبت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے، اور اس کے نتیجہ میں نبی کی اتباع کرنے والوں سے اللہ کے محبت فرمانے، اور گناہ معاف فرمانے کا ذکر کیا گیا، اور ساتھ ہی اللہ کے غفور الرحیم ہونے کی صفت کا ذکر کیا گیا ہے۔

پھر اس کے بعد دوسری آیت میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے، اور پھر فرمایا گیا کہ اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے اعراض کرو گے، تو پھر یہ یاد رکھو کہ اللہ کافروں سے محبت نہیں رکھتا۔

جس سے اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے اعراض دراصل کافروں والا فعل ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ سے بندہ کے محبت کرنے اور پھر اللہ کے بندہ سے محبت کی علامت نبی صلی اللہ علیہ

www.idaraghufran.org

وسلم کی پیروی اور اتباع ہے، جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی نہ کریں، ان کی محبت کا دعویٰ سچا نہیں۔

پس اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ ہو، تو ضروری ہے کہ اس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھ لے، سب کھرا کھوٹا معلوم ہو جائے گا، جو شخص جس قدر حبیبُ اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی کرتا ہے اور آپ کی لائی ہوئی روشنی کو مشعلِ راہ بناتا ہے، اسی قدر سمجھنا چاہئے کہ وہ اللہ کی محبت کے دعوے میں سچا اور کھرا ہے اور جتنا اس دعوے میں سچا ہوگا، اتنا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں مضبوط ہوگا، جس کا پھل یہ ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرمانے لگے گا، اور اللہ کی محبت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی برکت سے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے اور آئندہ اللہ کی طرف سے طرح طرح کی ظاہری و باطنی نعمتیں حاصل ہوں گی۔

یہود و نصاریٰ کہتے تھے کہ ''نَحۡنُ اَبۡنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبّٰٓؤُہٗ'' (ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں) مذکورہ آیات میں بتلا دیا گیا کہ کافر کبھی اللہ کا محبوب نہیں ہو سکتا، اگر واقعی محبوب بننا چاہتے ہو، تو پہلے ایمان لاؤ، اور پھر اس کے احکام کی تعمیل کرو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا مانو، جس چیز کا وہ حکم کریں، اس پر عمل کرو، اور جس چیز سے منع کریں، اس سے رُک جاؤ اور اپنے عقیدے بھی اس کے مطابق بناؤ۔

احادیث میں بھی اس کا ذکر آیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

**دَعُوۡنِیۡ مَا تَرَکۡتُکُمۡ إِنَّمَا هَلَکَ مَنۡ کَانَ قَبۡلَکُمۡ بِسُؤَالِهِمۡ وَاخۡتِلَافِهِمۡ عَلٰی أَنۡبِيَائِهِمۡ فَإِذَا نَهَيۡتُکُمۡ عَنۡ شَیۡءٍ فَاجۡتَنِبُوۡهُ وَإِذَا أَمَرۡتُکُمۡ بِأَمۡرٍ فَأۡتُوۡا مِنۡهُ مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ** (بخاری، رقم الحدیث ۷۲۸۸، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم، دار طوق النجاة، بيروت)

ترجمہ: میں جب تک تمہیں کسی چیز سے چھوڑے رکھوں (یعنی کسی چیز کا حکم نہ دوں) تو تم بھی مجھے چھوڑے رکھو (یعنی بلا وجہ اس کے متعلق مجھ سے سوال نہ کرو) بس تمہارے سے پہلے لوگ ان کے بلا وجہ کے سوال اور اپنے نبی پر اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہو چکے

www.idaraghufran.org

ہیں،اور جب میں تمہیں خود کسی چیز سے منع کروں،تو تم اس سے رک جاؤ،اور جب میں تمہیں کسی کام کا حکم کروں،تو اپنی حسبِ قدرت اس پر عمل کرو(بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

**لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُوْتَشِمَاتِ، وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ، لِلْحُسْنِ اَلْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ فَبَلَغَ ذٰلِکَ اِمْرَأَةً مِنْ بَنِىْ أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوْبَ، فَجَاءَ تْ فَقَالَتْ:إِنَّهُ بَلَغَنِىْ عَنْکَ أَنَّکَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ، فَقَالَ:وَمَا لِىْ أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ هُوَ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ، فَقَالَتْ:لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ، فَمَا وَجَدْتُ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ، قَالَ:لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِيْهِ، أَمَا قَرَأْتِ:وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا؟ قَالَتْ: بَلٰى، قَالَ:فَإِنَّهُ قَدْ نَهٰى عَنْهُ، قَالَتْ:فَإِنِّىْ أَرٰى أَهْلَکَ يَفْعَلُوْنَهُ، قَالَ: فَاذْهَبِىْ فَانْظُرِىْ، فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ، فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا، فَقَالَ: لَوْ كَانَتْ كَذٰلِکَ مَا جَامَعْتُهَا**

(بخاری،رقم الحديث ٤٨٨٦،کتاب تفسير القرآن، باب وما آتاكم الرسول فخذوه)

ترجمہ:اللہ ان عورتوں پر لعنت فرماتا ہے، جو بدن کو گودتی ہیں (یعنی جسم کی کھال میں رنگ بھروا کر لکھائی کرتی ہیں) اور جو عورتیں جسم گودواتی ہیں اور چہرے کے بال اکھڑواتی ہیں،حسن کے لئے دانتوں کو کشادہ کراتی ہیں،اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بدلنے والی ہیں۔

بنی اسد کی ایک عورت کو،جس کا نام اُمّ یعقوب تھا، یہ خبر ملی تو وہ (حضرت عبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ کے پاس) آئی اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اس طرح (فلاں فلاں عمل کرنے والی عورتوں پر) لعنت کی ہے،تو حضرت عبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کیوں اس پر لعنت نہ کروں،جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اور جو کتابُ اللہ میں بھی ہے،اس عورت نے کہا کہ میں نے قرآن کو

پڑھ لیا ہے، جو دولوحوں کے درمیان ہے(یعنی میں نے پورا قرآن پڑھا ہے)لیکن جو تم کہتے ہو، وہ میں نے اس قرآن میں نہیں پایا، تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تُو (صحیح معنیٰ میں قرآن کو) پڑھتی، تو ضرور اس میں (اس لعنت کا ذکر) پاتی، کیا تُو نے (سورہ حشر کی) یہ آیت نہیں پڑھی کہ رسول جو کچھ تمہیں دے، اس کو لے لو اور جس سے روکے اس سے باز آ جاؤ، اس نے کہا کہ جی ہاں! (یہ آیت تو میں نے پڑھی ہے) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں سے منع فرمایا ہے(جن کا میں نے ذکر کیا)اس عورت نے کہا کہ تمہاری بیوی بھی ایسا کرتی ہے(اس کو بھی منع کرو) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جا کر دیکھ آ، چنانچہ وہ گئی اور دیکھا تو (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی میں ایسا) کچھ نہ پایا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر وہ ایسا کرتی، تو میں اس سے ازدواجی تعلق قائم نہ کرتا (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کردہ حکم بھی، اللہ کے حکم میں داخل ہے، جو لوگ قرآن مجید کی باتوں کو تو مانتے ہیں، لیکن معتبر حدیثوں میں آئی ہوئی باتوں کو نہیں مانتے، وہ مذکورہ واقعہ سے اپنی غلطی کی اصلاح کر کے اپنے آپ کو اللہ کی ناراضگی سے بچا سکتے ہیں۔

اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا، خواہ غصہ، یا مزاح میں کیوں نہ ہو، وہ سب اللہ کی طرف سے وحی اور حق و سچ ہے۔

چنانچہ سورہ نجم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى. مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى. وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى. إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى(سورة النجم، رقم الآيات ١ الیٰ ٤)

ترجمہ: قسم ہے ستارے کی جب وہ ڈوبنے لگے۔ نہ گمراہ ہوا ہے، تمہارا رفیق (وساتھی) اور نہ ہی وہ بہکا۔ اور نہ بات کرتا ہے وہ، اپنی خواہش سے۔ وہ تو صرف وحی ہے، جو اتاری جاتی ہے(سورہ نجم)

احادیث میں بھی اس مضمون کی وضاحت آئی ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيْدُ حِفْظَهُ، فَنَهَتْنِيْ قُرَيْشٌ، فَقَالُوْا: إِنَّكَ تَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا، فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: اُكْتُبْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا خَرَجَ مِنِّيْ إِلَّا حَقٌّ (مسنداحمد، رقم الحديث ٦٥١٠)

ترجمہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے جو چیزیں سن لیتا، ان کو میں لکھ لیتا تھا، تاکہ یاد کرسکوں، مجھے قریش کے لوگوں نے اس سے منع کیا اور کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ بھی سنتے ہو، سب لکھ لیتے ہو، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک انسان ہیں، بعض اوقات غصہ میں بات کرتے ہیں اور بعض اوقات خوشی میں (اور ایسی باتوں کو لکھنے کی کیا ضرورت ہے) ان لوگوں کے کہنے کے بعد میں نے لکھنا چھوڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ذکر کردی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لکھ لیا کرو، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، میری زبان سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ: إِنِّيْ لَا أَقُوْلُ إِلَّا حَقًّا، قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهٖ: فَإِنَّكَ تُدَاعِبُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ: إِنِّيْ لَا أَقُوْلُ إِلَّا حَقًّا (مسنداحمد، رقم الحديث ٨٤٨١)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو ہمیشہ حق بات ہی کہتا ہوں، کسی صحابی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ تو ہمارے ساتھ مزاح بھی کرتے ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو مزاح میں بھی ہمیشہ حق بات ہی کہتا ہوں (مسند احمد)

اس طرح کی آیات واحادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، مزاح اور غصہ میں بھی حق بات ہی فرمایا کرتے تھے، اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بھی ''حجت'' ہیں۔

اور اسی وجہ سے مذکورہ آیت میں ایک ساتھ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت، رسول کی اطاعت میں اور رسول کی اطاعت، اللہ کی اطاعت میں داخل ہے، دونوں میں ٹکراؤ نہیں، قرآن مجید کی دوسری آیات میں بھی اس کا ذکر ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔

سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَلَا وَرَبِّکَ لَایُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَایَجِدُوْافِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًامِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (سورة النسآء، رقم الآية ٦٥)

ترجمہ: پس ہرگز نہیں، آپ کے رب کی قسم ہے کہ یہ لوگ (جو صرف زبانی ایمان ظاہر کرتے پھرتے ہیں، وہ اللہ کے نزدیک) ایمان نہیں لائیں گے، یہاں تک کہ یہ لوگ آپ کو حاکم نہ بنالیں، ان چیزوں میں، جن میں اختلاف ہے، ان کے درمیان، پھر نہ پائیں وہ، اپنے نفسوں میں تنگی کو، اس کی طرف سے جو فیصلہ کیا آپ نے اور تسلیم کرلیں (اس فیصلہ کو) پوری طرح سے تسلیم (سورہ نساء)

مذکورہ آیات سے واضح ہوگیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بغیر قرآن کے نزدیک ایمان ہی نہیں۔

سورہ نور میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَکَ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (سورة النور، رقم الآية ٦٢)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو اجازت طلب کرتے ہیں آپ سے، یہی لوگ ہیں، جو ایمان لاتے ہیں، اللہ پر اور اس کے رسول پر (سورہ نور)

معلوم ہوا کہ ایمان کی حدود میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لینے جیسی معمولی اطاعتیں بھی درج ہیں، بلکہ تمام رسولوں کی اطاعت کرنا، قرآن کی نظر میں، حقِ رسالت ہے اور ایک ایسا عام قانون ہے، جس سے کبھی کوئی رسول مستثنیٰ نہیں رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تمام باتوں پر ایمان لائے۔

اور قرآن مجید میں اس بات کی بھی وضاحت ہے کہ ''رسول کی اطاعت'' یا ''فرمانبرداری'' نہ تو اللہ کا کوئی نیا قانون ہے اور نہ اس کا حکم صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک محدود ہے، بلکہ آپ سے پہلے بھیجے جانے والے تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے لئے بھی یہی اصول کارفرما، اور جاری رہا ہے۔

سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَآ اَرْسَلْنَامِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّالِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ (سورۃ النسآء، رقم الآیۃ ۶۴)

ترجمہ: اور نہیں بھیجا، ہم نے کوئی رسول بھی، مگر اس لیے کہ اطاعت کی جائے اس کی، اللہ کے حکم سے (سورہ نساء)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جس رسول اور جس نبی کو اپنے بندوں کی طرف بھیجتا ہے، تو اسی غرض کے لئے بھیجتا ہے کہ اللہ کے حکم کے موافق بندے اس کا کہا مانیں اور عمل کریں۔

سورہ انفال میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗٓ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (سورۃ الانفال، رقم الآیۃ ۱)

ترجمہ: اور اطاعت کرو تم اللہ کی اور اس کے رسول کی، اگر ہو تم ایمان والے (سورہ انفال)

سورہ یٰسٓ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ (سورۃ یٰسٓ، رقم الآیۃ ۲۰)

ترجمہ: اتباع کروتم، رسولوں کی (سورہ یٰسٓ)

حضرت ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کے اپنی قوم سے خطاب میں بھی اتباع اوراطاعت دونوں کا ذکر موجود ہے۔

چنانچہ سورہ طٰہٰ میں ارشاد ہے کہ:

فَاتَّبِعُوْنِیْ وَ اَطِیْعُوْٓا اَمْرِیْ (سورۃ طٰہٰ، رقم الآیۃ ۹۰)

ترجمہ: پس اتباع کروتم میری، اوراطاعت کروتم میرے حکم کی (سورہ طٰہٰ)

یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں جابجا انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا اپنی قوم کو خطاب کرتے ہوئے اپنی اطاعت کرنے کا حکم مذکور ہے۔

چنانچہ حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ:

"اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِیْعُوْنِ ۝ یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ (سورۃ نوح رقم الآیات ۳، ۴)

ترجمہ: عبادت کروتم اللہ کی، اور ڈروتم اس سے، اوراطاعت کروتم میری، مغفرت فرمادے گا وہ، تمہارے لیے تمہارے گناہوں کی (سورہ نوح)

اورفرمایا کہ:

" فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ "(سورۃ الشعرآء ،رقم الآیۃ ۱۰۸ )

ترجمہ: ڈروتم اللہ سے، اوراطاعت کروتم میری (سورہ شعراء)

حضرت ہود علیہ الصلاۃ والسلام نے بھی اپنی قوم سے فرمایا کہ:

" فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ "(سورۃ الشعرآء ،رقم الآیات ۱۲۶،و ۱۳۱ )

حضرت صالح علیہ الصلاۃ والسلام نے بھی اپنی قوم سے فرمایا کہ:

" فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ "(سورۃ الشعرآء ،رقم الآیات ۱۴۴،و ۱۵۰ )

حضرت لوط علیہ الصلاۃ والسلام نے بھی اپنی قوم سے فرمایا کہ:

" فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ" (سورۃ الشعراء،رقم الآیۃ ۱۶۳ )

www.idaraghufran.org

حضرت شعیب علیہ الصلاۃ والسلام نے بھی اپنی قوم سے فرمایا کہ:

" فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوْنِ" (سورۃ الشعراء،رقم الآیۃ ۱۷۹)

حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے بھی اپنی قوم سے فرمایا کہ:

" فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ " (سورۃ الزخرف،رقم الآیۃ ۶۳)

ان تمام آیات میں نبی کی اطاعت اور اللہ سے ڈرنے کا حکم ایک ساتھ ذکر کر کے اس طرف اشارہ کردیا گیا ہے کہ نبی کی اطاعت، اللہ کے خوف اور ڈر کے بغیر حاصل ہونا مشکل ہے اور یہ دولت اُسی کو حاصل ہوسکتی ہے، جس کے دل میں اللہ کا ڈر اور خوف ہو۔

پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا، بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم ایک ساتھ ذکر کیا گیا ہے، جس سے یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ اللہ کی اطاعت دراصل رسول کی اطاعت اور اتباع کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت دراصل اللہ ہی کی اطاعت میں داخل ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ(سورۃ النسآء ، رقم الآیۃ ۸۰)

ترجمہ: اور جس نے اطاعت کی رسول کی، تو یقیناً اس نے اطاعت کی اللہ کی (سورہ نساء)

اس کے علاوہ متعدد آیات میں اللہ اور رسول کی اطاعت کا حکم ایک ساتھ مذکور ہے، مثلاً:

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ (سورۃ آل عمران، رقم الآیۃ ۱۳۲ ،سورۃ النسآء ، رقم الآیۃ ۵۹ ،سورۃ التغابن ، رقم الآیۃ ۱۲)

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ(سورۃ الانفال ، رقم الآیۃ ۲۰ ،سورۃ الانفال ، رقم الآیۃ ۴۶)

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (سورۃ النور، رقم الآیۃ ۵۴)

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ(سورۃ محمد ، رقم الآیۃ ۳۳)

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ(سورۃ المجادلۃ ، رقم الآیۃ ۱۳)

یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ جب کبھی قرآن مجید میں ''اللہ کی اطاعت'' کا ذکر آیا ہے، تو اس کے

فوراً بعد ''رسول کی اطاعت'' کا حکم بھی آیا ہے جس کا پورے قرآن مجید میں التزام و اہتمام پایا جاتا ہے۔

قرآن مجید کی اس قسم کی آیات سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم اور اس کی اہمیت بالکل واضح ہے، اور اس سلسلہ میں احادیثِ مبارکہ تو اتنی زیادہ ہیں کہ جن کو شمار کرنا بھی آسان نہیں۔

قرآن وسنت میں جابجا ''رسول کی اطاعت واتباع'' کے فوائد ومنافع اور ثمرات اور اس کے مقابلہ میں مخالفت کے نتائج وعواقب اور نقصانات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

**وَمَنْ يُّطِعِ اللهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِيْقًا** (سورة النسآء ، رقم الآية ٦٩)

ترجمہ: اور جو اطاعت کرے گا اللہ کی اور رسول کی، تو یہی لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے کہ انعام فرمایا اللہ نے ان پر، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین میں سے اور کیا ہی اچھے ہیں، یہ لوگ رفیق ہونے کے اعتبار سے (سورہ نساء)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مکمل اطاعت کرنے والے لوگ، ان حضرات کے ساتھ ہوں گے، جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز اور مقبول ہیں، جن کے مذکورہ آیت میں چار درجے بتلائے گئے ہیں، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء، اور صالحین۔

اور ان ہی معزز ہستیوں کا قرآن مجید میں دوسروں کو پیروی کرنے کا بھی حکم دیا گیا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید کی ابتدائی سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

**اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ** (سورة الفاتحة)

ترجمہ: ہدایت عطا فرما دیجیے ہم کو سیدھے راستہ کی، ان لوگوں کے راستے کی کہ انعام فرمایا آپ نے ان پر (سورہ فاتحہ)

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر لازم کیا ہے کہ وہ ہر نماز میں ان لوگوں کے راستے پر چلنے کی دعا کیا کریں، جن پراللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا،اوروہ لوگ جن پراللہ نے انعام فرمایا،گذشتہ آیت میں ان کا ذکر ہے،اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ نعمت بھی اللہ اوراس کے رسول کی مکمل اطاعت کرنے سے ہی حاصل ہوسکتی ہے۔

جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری، عظیم الشان عمل ہے،اسی طرح اس کے مقابلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی بھی انتہائی سخت گناہ اورنقصان کی چیز ہے،اوراس کا ذکر بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی نافرمانی کے ساتھ فرمایا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ایک مقام پراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے کہ:

**وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا،وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ**(سورة النساء ، رقم الآية ١٤)

ترجمہ:اور جو نافرمانی کرے گا، اللہ کی اوراس کے رسول کی اورآگے بڑھے گا اس کی حدوں سے،تو داخل کردے گا، وہ (یعنی اللہ) اس کو آگ میں، ہمیشہ رہے گا وہ اس (آگ) میں اوراس کے لیے اہانت والا عذاب ہے(سورہ نساء)

قرآن مجید میں ایک مقام پراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے کہ:

**وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَإِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ** (سورة الانفال ، رقم الآية ١٣)

ترجمہ:اور جومخالفت کرے گا، اللہ کی اوراس کے رسول کی،تو بے شک اللہ سخت عذب دینے والا ہے(سورہ انفال)

قرآن مجید میں ہی ایک مقام پراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے کہ:

**وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا** (سورة الاحزاب ، رقم الآية ٣٦)

ترجمہ:اورنہیں ہے کسی مومن مرداور کسی مومن عورت کے لیے اجازت، جب فیصلہ کر

www.idaraghufran.org

دے اللہ اور اس کا رسول کسی حکم کا، اس بات کی کہ ہو اُن کے لیے اختیار اپنے معاملہ کا اور جو نافرمانی کرے گا اللہ کی اور اس کے رسول کی، تو یقیناً ہو گیا وہ گمراہ واضح طور پر گمراہ (سورہ احزاب)

نیز قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه فَاِنَّ لَه نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا (سورة الجن ، رقم الآية ٢٣)

ترجمہ: اور جو کوئی نافرمانی کرے گا اللہ کی اور اس کے رسول کی، تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے، ہمیشہ رہیں گے وہ اس میں تا ابد (سورہ جن)

اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنے والے قیامت کے روز حسرت سے یہ کہیں گے کہ:

يَالَيْتَنَا اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا (سورة الاحزاب ، رقم الآية ٦٦)

ترجمہ: کاش کہ اطاعت کر لیتے ہم اللہ کی اور اطاعت کر لیتے ہم رسول کی (سورہ احزاب)

مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی سخت گناہ اور عذاب کا باعث ہے۔

www.idaraghufran.org

جلد1
## علمی وتحقیقی رسائل
(1)...معینُ المفتی
(2)...رَفْعُ التَّشْکِیْکِ عَنْ حِیْلَۃِ التَّمْلِیْکِ
(3)...غیرحنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم
(4)...اَلْمَشَاکِلُ الْحَاضِرَۃُ فِیْ حُرْمَۃِ الْمُصَاھَرَۃِ
(5)...تحقیق طلاق بالکتابۃ والاکراہ
(6)...مجنوؔن،غضبؔان اور سکرؔان کی طلاق
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد2
## علمی وتحقیقی رسائل
(1)...صبح صادق وکاذب اوروقتِ عشاء کی تحقیق
(2)...کشفُ الغطاء عن وقتِ الفجر والعشاء
(3)...اشکالیات فلکیۃ وفقہیۃ حول تحدید مواقیت الصلاۃ
(4)...کیفیۃُ التحقق من صحۃ مواقیت الصلاۃ فی التقاویم
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد3
## علمی وتحقیقی رسائل
(1)...النظر والفکر فی مبدء السفر والقصر
(2)...بِدَایَۃُ السَّفَرِ وَالْقَصْرِفِیْ حَالَۃِ الْحَضُرِوَالْمِصْرِ
(3)...منعُ مبدءِ السفر قبل مبدءِ القصر
(4)...جڑواں شہروں (Twin cities) میں سفروقصر کا حکم
(5)...محرم کے بغیر سفر کا حکم
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد4
## علمی وتحقیقی رسائل
(1)...خوارج سے متعلق احادیث کی تحقیق
(2)...کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا حکم
(3)...غیر اللہ کی نذرونیازوذبح کا حکم
(4)...رؤیتِ باری تعالیٰ
(5)...قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا حکم
(6)...خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ کا حکم
(7)...محفلِ حُسنِ قرائت کا حکم
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد5
## علمی وتحقیقی رسائل
(1)...پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت
(2)...مقدس اوراق کا حکم
(3)...قرآن مجید کو بغیر وضو چھونے کا حکم
(4)...خیرُ بِقاعِ الارض کی تحقیق (یعنی شرعاً افضل ترین قطعۂ زمین کون سا ہے؟)
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد6
## علمی وتحقیقی رسائل
(1)...مجالسِ ذکر اوراجتماعی ذکر
(2)...جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد7
## علمی وتحقیقی رسائل
متبرک مقامات وآثار کے فضائل واحکام سے متعلق
13 علمی، فقہی وتحقیقی رسائل کا مجموعہ
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد8
## علمی وتحقیقی رسائل
(1)...اجتہادی اختلاف اور باہمی تعصب
(2)...تفرّد کی حقیقت
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد9
## علمی وتحقیقی رسائل
(1)...تمباکو نوشی کے احکام
(2)...ضرورت وحاجت اوراستقراض بالربح کی تحقیق
(3)...حمد ونعت اوراس کی شرائط
(4)...نام رکھنے کے عربی قواعد
(5)...انگور، کھجور ودیگر اشیاء کے نبیذ اور جوس وغیرہ کی تحقیق
(6)...بالوں میں وصل کی تحقیق
(7)...دَف کی تحقیق
مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد10
## علمی وتحقیقی رسائل
(1)...پانی وڈھیلے سے استنجاء کی تحقیق
(2)...نیند سے وضو ٹوٹنے کی تحقیق
(3)...حرمت ونجاست سے متعلق اصول
(4)...تحقیق مسحِ رقبۃ
(5)...نماز کے وقت سوتے رہ جانا اور طلوع وغروب کے وقت نماز پڑھنا
(6)...نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ
(7)...خواتین کی امامت وجماعت کا شرعی حکم
(8)...بوقتِ خطبہ آنے والے کو تحیۃُ المسجد کا شرعی حکم
(9)...صلاۃُ التسبیح سے متعلق احادیث وروایات کی تحقیق
مصنف
مفتی محمد رضوان

بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام
## ماہِ جمادی الاولیٰ وجُمادی الاُخریٰ
ماہِ جمادی الاولیٰ، جمادی الاخریٰ سے متعلق احکام، اور تاریخی واقعات
اور چند سالانہ غیرشرعی وغیراسلامی رسمیں
مصنف
مفتی محمد رضوان

اصلاح شدہ ایڈیشن
## پیارے بچّو
چھوٹے بچوں اور بچیوں کے لئے اسلامی باتیں
دلچسپ کہانیاں، مفید قصے، سچے واقعات
بچپن کی زندگی گزارنے کے آداب اور کھیلنے کودنے کے اچھے طریقوں پر مشتمل
مختلف ومتفرق دلچسپ مضامین کا مجموعہ
مصنف
مفتی محمد رضوان

## ملنے کا پتہ
**کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی**
**فون: 051-5507270**

مفتی محمد رضوان

**درسِ حدیث**

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

# ’’معراج‘‘ سے متعلق انس رضی اللہ عنہ کی احادیث

(قسط1)

معراج سے متعلق حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کئی سندوں کے ساتھ احادیث مروی ہیں، جن میں سے کچھ روایات میں، بعض راویوں کی طرف سے معراج کے علاوہ دوسرے واقعات بھی مندرج ہوگئے ہیں، جس کی محدثین نے نشاندہی فرمائی ہے، ذیل میں اس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

## انس رضی اللہ عنہ کی پہلی حدیث

امام بخاری نے، حضرت قتادہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ:

**حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم:بَيْنَا أَنَا عِنْدَ البَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ، وَاليَقْظَانِ – وَذَكَر:يَعْنِي رَجُلًا بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ –، فَأُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ، مُلِءَ حِكْمَةً وَإِيمَانًا، فَشُقَّ مِنَ النَّحْرِ إِلٰى مَرَاقِّ البَطْنِ، ثُمَّ غُسِلَ البَطْنُ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ مُلِءَ حِكْمَةً وَإِيمَانًا.**

**وَأُتِيتُ بِدَابَّةٍ أَبْيَضَ، دُوْنَ البَغْلِ وَفَوْقَ الحِمَار:البُرَاقُ، فَانْطَلَقْتُ مَعَ جِبْرِيْلَ حَتّٰى أَتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا، قِيْلَ:مَنْ هَذَا؟ قَالَ جِبْرِيْل:قِيْلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قَالَ:مُحَمَّدٌ، قِيْلَ:وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَال:نَعَمْ، قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهِ، وَلَنِعْمَ المَجِيْءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلٰى آدَمَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ:مَرْحَبًا بِكَ مِنَ ابْنٍ وَنَبِيٍّ.**

**فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ، قِيْلَ مَنْ هَذَا؟ قَال:جِبْرِيْلُ، قِيْلَ:مَنْ مَعَكَ؟**

www.idaraghufran.org

قَال: مُحَمَّدٌ، قِيْلَ: أُرْسِلَ إِلَيْهِ، قَال: نَعَمْ، قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهٖ، وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلٰى عِيْسٰى، وَيَحْيٰى فَقَالاَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ.

فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّالِثَةَ، قِيْلَ: مَنْ هَذَا؟ قِيْلَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قِيْلَ: مُحَمَّدٌ، قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَال: نَعَمْ، قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهٖ، وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلٰى يُوْسُفَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ قَال: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ.

فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ، قِيْلَ: مَنْ هَذَا؟ قَال: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قِيْلَ مُحَمَّدٌ، قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قِيْلَ: نَعَمْ، قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلٰى إِدْرِيْسَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ.

فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ، قِيْلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قِيْلَ: مُحَمَّدٌ، قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ، فَأَتَيْنَا عَلٰى هَارُوْنَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَال: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ.

فَأَتَيْنَا عَلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، قِيْلَ: مَنْ هَذَا؟ قِيْلَ جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قِيْلَ: مُحَمَّدٌ، قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلٰى مُوْسٰى، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَال: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ، فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكٰى، فَقِيْلَ: مَا أَبْكَاكَ؟ قَالَ: يَا رَبِّ هَذَا الْغُلاَمُ الَّذِيْ بُعِثَ بَعْدِيْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهٖ أَفْضَلُ مِمَّا يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِيْ.

فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ السَّابِعَةَ، قِيْلَ مَنْ هَذَا؟ قِيْلَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ مَنْ مَعَكَ؟ قِيْلَ: مُحَمَّدٌ، قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ، مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ، فَأَتَيْتُ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَال: مَرْحَبًا بِكَ مِنَ ابْنٍ وَنَبِيٍّ.

فَرُفِعَ لِی البَیْتُ المَعْمُوْرُ، فَسَأَلْتُ جِبْرِیْلَ، فَقَالَ:ھَذَا البَیْتُ المَعْمُوْرُ یُصَلِّیْ فِیْهِ کُلَّ یَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَکٍ، إِذَا خَرَجُوْا لَمْ یَعُوْدُوْا إِلَیْهِ آخِرَ مَا عَلَیْهِمْ.

وَرُفِعَتْ لِیْ سِدْرَةُ المُنْتَهٰی، فَإِذَا نَبِقُهَا کَأَنَّهُ قِلاَلُ هَجَرَ وَوَرَقُهَا، کَأَنَّهُ آذَانُ الفُیُوْلِ فِیْ أَصْلِهَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ، وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ، فَسَأَلْتُ جِبْرِیْلَ، فَقَالَ:أَمَّا البَاطِنَان:فَفِی الجَنَّةِ، وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ:النِّیْلُ وَالفُرَاتُ.

ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَیَّ خَمْسُوْنَ صَلاَةً، فَأَقْبَلْتُ حَتّٰی جِئْتُ مُوْسٰی، فَقَالَ: مَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ:فُرِضَتْ عَلَیَّ خَمْسُوْنَ صَلاَةً، قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ بِالنَّاسِ مِنْکَ، عَالَجْتُ بَنِیْ إِسْرَائِیْلَ أَشَدَّ المُعَالَجَةِ، وَإِنَّ أُمَّتَکَ لاَ تُطِیْقُ، فَارْجِعْ إِلٰی رَبِّکَ، فَسَلْهُ، فَرَجَعْتُ، فَسَأَلْتُهُ، فَجَعَلَهَا أَرْبَعِیْنَ، ثُمَّ مِثْلَهُ، ثُمَّ ثَلاَثِیْنَ، ثُمَّ مِثْلَهُ فَجَعَلَ عِشْرِیْنَ، ثُمَّ مِثْلَهُ فَجَعَلَ عَشْرًا، فَأَتَیْتُ مُوْسٰی، فَقَالَ:مِثْلَهُ، فَجَعَلَهَا خَمْسًا، فَأَتَیْتُ مُوْسٰی فَقَالَ:مَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ جَعَلَهَا خَمْسًا، فَقَالَ مِثْلَهُ، قُلْتُ:سَلَّمْتُ بِخَیْرٍ، فَنُوْدِیَ إِنِّیْ قَدْ أَمْضَیْتُ فَرِیْضَتِیْ، وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِیْ، وَأَجْزِی الحَسَنَةَ عَشْرًا.

وَقَالَ هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الحَسَنِ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی البَیْتِ المَعْمُوْرِ (صحیح البخاری، رقم الحدیث ۳۲۰۷)

ترجمہ: ہم سے انس بن مالک نے حدیث بیان کی مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ کی سند سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بیتُ اللہ کے قریب نینداور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا،اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوآدمیوں میں سے ایک کا ذکر کیا، پھرسونے کا ایک طشت لایا گیا، جوایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا،انہوں نے آپ

کے گلے سے لے کر دل کے نیچے تک سینہ کو چاک کیا اور آپ کے پیٹ کو زمزم سے دھویا، پھر اس کو ایمان اور حکمت سے بھر دیا۔

پھر ایک سفید جانور کو لایا گیا، جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے اونچا تھا، جس کو براق کہا جاتا ہے، پس مجھے جبریل لے کر چلے، یہاں تک کہ آسمانِ دنیا پر پہنچے، اُن سے کہا گیا کہ یہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل! کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے، جبریل نے کہا، محمد! کہا گیا کہ کیا آپ کو اُن کی طرف (ان کو لانے کے لئے) بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ جی ہاں، کہا گیا کہ اُن کو مرحبا، آنا بہت اچھا ہے، پس میں آدم علیہ السلام کے پاس پہنچا، میں نے ان کو سلام کیا، آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ مرحبا! نیک بیٹے، اور نیک نبی۔

پھر ہم دوسرے آسمان پر پہنچے، کہا گیا کہ یہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل! کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے، جبریل نے کہا، محمد! کہا گیا کہ کیا آپ کو اُن کی طرف (ان کو لانے کے لئے) بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ جی ہاں، کہا گیا کہ اُن کو مرحبا، آنا بہت اچھا ہے، پس میں عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا، میں نے ان کو سلام کیا، عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مرحبا! بھائی، اور نیک نبی کے لیے۔

پھر ہم تیسرے آسمان پر پہنچے، کہا گیا کہ یہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل! کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے، جبریل نے کہا، محمد! کہا گیا کہ کیا آپ کو اُن کی طرف (ان کو لانے کے لئے) بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ جی ہاں، کہا گیا کہ اُن کو مرحبا، آنا بہت اچھا ہے، پس میں یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا، میں نے ان کو سلام کیا، یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ مرحبا! بھائی، اور نیک نبی کے لیے۔

پھر ہم چوتھے آسمان پر پہنچے، کہا گیا کہ یہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل! کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے، جبریل نے کہا، محمد! کہا گیا کہ کیا آپ کو اُن کی طرف (ان کو لانے کے لئے) بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ جی ہاں، کہا گیا کہ اُن کو مرحبا، آنا بہت اچھا ہے، پس میں ادریس علیہ السلام کے پاس پہنچا، میں نے ان کو سلام کیا، ادریس علیہ

السلام نے فرمایا کہ مرحبا! بھائی، اور نیک نبی کے لیے۔

پھر ہم پانچویں آسمان پر پہنچے، کہا گیا کہ یہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل! کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے، جبریل نے کہا، محمد! کہا گیا کہ کیا آپ کو اُن کی طرف (ان کو لانے کے لئے) بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ جی ہاں، کہا گیا کہ اُن کو مرحبا، آنا بہت اچھا ہے، پس میں ہارون علیہ السلام کے پاس پہنچا، میں نے ان کو سلام کیا، ہارون علیہ السلام نے فرمایا کہ مرحبا! بھائی، اور نیک نبی کے لیے۔

پھر ہم چھٹے آسمان پر پہنچے، کہا گیا کہ یہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل! کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے، جبریل نے کہا، محمد! کہا گیا کہ کیا آپ کو اُن کی طرف (ان کو لانے کے لئے) بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ جی ہاں، کہا گیا کہ اُن کو مرحبا، آنا بہت اچھا ہے، پس میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا، میں نے ان کو سلام کیا، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مرحبا! بھائی، اور نیک نبی کے لیے، پھر جب میں آگے بڑھا، تو وہ رونے لگے، ان کو کہا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اس لیے روتا ہوں کہ ایک لڑکا (محمد) میرے بعد بھیجا گیا، اس کی امت کے لوگوں کی جنت میں داخل ہونے والی تعداد، میری امت کے لوگوں سے زیادہ ہوگی۔

پھر ہم ساتویں آسمان پر پہنچے، کہا گیا کہ یہ کون ہے؟ کہا کہ جبریل! کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے، جبریل نے کہا، محمد! کہا گیا کہ کیا آپ کو اُن کی طرف (ان کو لانے کے لئے) بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ جی ہاں، کہا گیا کہ اُن کو مرحبا، آنا بہت اچھا ہے، پس میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچا، میں نے ان کو سلام کیا، ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مرحبا! بھائی، اور نیک نبی کے لیے۔

پھر میرے سامنے بیتُ المعمور کو بلند کیا گیا، تو میں نے جبریل سے اس کے متعلق سوال کیا؟ تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بیتُ المعمور ہے، جس میں ہر دن ستر ہزار فرشتے عبادت کرتے ہیں، جب وہ عبادت کر کے نکلتے ہیں، تو دوبارہ نہیں آتے۔

اور میری طرف سدرۃ المنتہیٰ کو بلند کیا گیا، تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے پھل ہجر (عرب کے علاقے) کے (بڑے) برتن (مٹکے) کی طرح کے تھے، اور اس کے پتّے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے، میں نے ان کے متعلق حضرت جبریل سے سوال کیا؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ دو اندرونی تو جنت کی نہریں ہیں، اور دو ظاہری نیل اور فرات ہیں۔

پھر میرے اوپر ہر دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں، میں لوٹا، تو موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، انہوں نے پوچھا کہ آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے ہر دن میں پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں آپ سے زیادہ لوگوں کو جانتا ہوں، اور میں نے بنی اسرائیل پر اس کا سخت تجربہ کیا ہے، اور آپ کی امت کو ہر دن میں پچاس نمازوں کی قدرت نہ ہوگی، تو آپ اپنے رب کی طرف لوٹ جائیے، اور ان سے اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کیجیے؟ تو میں (اپنے رب کی طرف) لوٹ گیا، پس اللہ نے نمازوں کو چالیس کیا، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، اور اسی طرح بات چیت ہوئی، پس اللہ نے نمازوں کو تیس کیا، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، اور اسی طرح بات چیت ہوئی، پس اللہ نے نمازوں کو بیس کیا، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، اور اسی طرح بات چیت ہوئی، پس اللہ نے نمازوں کو دس کیا، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، اور اسی طرح بات چیت ہوئی، پس اللہ نے نمازوں کو پانچ کیا، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، تو موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ نے نمازوں کو پانچ کر دیا، میں نے کہا کہ میں نے اس کو خیر کے ساتھ قبول کیا، پس آواز آئی کہ میں نے اپنا فریضہ پورا کر دیا، اور اپنے بندوں پر آسانی کر دی، اور میں ایک نیکی کا بدلہ دس کے برابر بڑھا کر دوں گا۔

ھمام کہتے ہیں کہ مجھ سے قتادہ نے روایت کیا حسن سے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیتِ معمور کے بارے میں اسی طرح روایت کیا (بخاری)

## انس رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حضرت قتادہ سے مروی مذکورہ حدیث کو امام مسلم نے بھی ''صحیح مسلم'' میں روایت کیا ہے (ملاحظہ ہو: صحیح مسلم، رقم الحدیث ۱۶۴ ''۲۶۴'')

## انس رضی اللہ عنہ کی تیسری حدیث

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ایک دوسرے شاگرد ''ثابت بنانی'' سے روایت ہے کہ:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ، وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ، وَدُوْنَ الْبَغْلِ، يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرَفِهِ ، قَالَ: فَرَكِبْتُهُ حَتّٰى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ ، قَالَ: فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِيْ يَرْبِطُ بِهِ الْأَنْبِيَاءُ ، قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَصَلَّيْتُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ ، وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ، فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ، فَقَالَ جِبْرِيْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :اِخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ.

ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ، فَقِيلَ:مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ :وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ:مُحَمَّدٌ، قِيْلَ:وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِآدَمَ، فَرَحَّبَ بِيْ، وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ.

ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقِيْلَ:مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ:جِبْرِيْلُ، قِيْلَ:وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ:مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ:قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِابْنَيِ الْخَالَةِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، وَيَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّاءَ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا، فَرَحَّبَا وَدَعَوَا لِيْ بِخَيْرٍ.

ثُمَّ عَرَجَ بِيْ إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ، فَقِيْلَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ:جِبْرِيْلُ، قِيْلَ:وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ:مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِيُوسُفَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا هُوَ قَدِ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ، فَرَحَّبَ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ.

ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قِيْلَ: مَنْ هَـذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قَالَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِدْرِيْسَ، فَرَحَّبَ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: (وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا).

ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِهَارُوْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَحَّبَ، وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ.

ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَحَّبَ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ.

ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ، فَقِيْلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيْمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ، وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُوْدُوْنَ إِلَيْهِ.

ثُمَّ ذَهَبَ بِيْ إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، وَإِذَا وَرَقُهَا كَآذَانِ الْفِيَلَةِ، وَإِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ قَالَ: فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ، فَمَا أَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا.

www.idaraghufran.org

فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيَّ مَا أَوْحَى، فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَنَزَلْتُ إِلٰى مُوسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلَى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ:خَمْسِيْنَ صَلَاةً، قَالَ:ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ، فَإِنِّيْ قَدْ بَلَوْتُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ، قَالَ:فَرَجَعْتُ إِلٰى رَبِّيْ، فَقُلْتُ:يَا رَبِّ، خَفِّفْ عَلٰى أُمَّتِيْ، فَحَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا، فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى، فَقُلْتُ:حَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا، قَالَ:إِنَّ أُمَّتَكَ لَا يُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ، فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، وَبَيْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى قَالَ:يَا مُحَمَّدُ، إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ، لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ، فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلَاةً، وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً .

قَالَ:فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلٰى مُوْسٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ:ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَقُلْتُ:قَدْ رَجَعْتُ إِلٰى رَبِّيْ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ (مسلم، رقم الحديث ١٦٢ "٢٥٩")

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لئے (معراج کی رات میں) براق لایا گیا، جو کہ سفید اور لمبا، گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا جانور تھا، جو اپنے پاؤں حدِ نظر پر رکھتا تھا، میں اس پر سوار ہوا، یہاں تک کہ بیتُ المقدس آیا، پھر میں نے اس کو اس حلقے کے ساتھ باندھ دیا، جس کے ساتھ انبیاء علیہم السلام باندھا کرتے تھے، پھر میں مسجد میں داخل ہوا، اور اس میں دو رکعتیں پڑھیں، پھر میں نکلا، تو جبریلِ امین میرے پاس شراب کے اور

دودھ کے برتن لائے،تو میں نے دودھ کو اختیار کرلیا، جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ آپ نے فطرت کواختیار کیا۔

پھر ہمیں آسمان کی طرف چڑھایا گیا، پھر جبریل نے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ جبریل، کہا گیا اورآپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ محمد! کہا گیا کہ کیاان کی طرف بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ بے شک! ان کی طرف بھیجا گیا تھا، پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، میں نے وہاں آدم علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا، اور میرے لیے خیر کی دعاء کی۔

پھر ہمیں دوسرے آسمان کی طرف چڑھایا گیا، پھر جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ جبریل، کہا گیا اورآپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ محمد! کہا گیا کہ کیاان کی طرف بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ بے شک! ان کی طرف بھیجا گیا تھا، پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، تو میں نے وہاں خالہ کے دو بیٹوں عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہما الصلاۃ والسلام کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا، اور میرے لیے خیر کی دعاء کی۔

پھر ہمیں تیسرے آسمان کی طرف چڑھایا گیا، پھر جبریل نے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ جبریل، کہا گیا اورآپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کہا گیا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ بے شک ان کی طرف بھیجا گیا تھا، پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، تو میں نے وہاں یوسف صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، اور میں کیا دیکھتا ہوں کہ انہیں آدھا حسن عطا کیا گیا ہے، انہوں نے مجھے مرحبا کہا، اور میرے لیے خیر کی دعاء کی۔

پھر ہمیں چوتھے آسمان کی طرف چڑھایا گیا، پھر جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ جبریل، کہا گیا اورآپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ محمد! کہا گیا کہ کیاان کی طرف بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ بے

شک! ان کی طرف بھیجا گیا تھا، پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، تو میں نے وہاں ادریس علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا، اور میرے لیے خیر کی دعاء کی، اللہ عزوجل کا ان کے بارے میں ارشاد ہے کہ ''ہم نے ان کا مقام بلند کیا''

پھر ہمیں پانچویں آسمان کی طرف چڑھایا گیا، پھر جبریل نے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ جبریل، کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ محمد! کہا گیا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ بے شک ان کی طرف بھیجا گیا تھا، پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، تو میں نے وہاں ھارون صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا، اور میرے لیے خیر کی دعاء کی۔

پھر ہمیں چھٹے آسمان کی طرف چڑھایا گیا، پھر جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ جبریل، کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ محمد! کہا گیا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ بے شک ان کی طرف بھیجا گیا تھا، پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، تو میں نے وہاں موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا، اور میرے لیے خیر کی دعاء کی۔

پھر ہمیں ساتویں آسمان کی طرف چڑھایا گیا، پھر جبریل نے دروازہ کھلوایا، کہا گیا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب میں کہا کہ جبریل، کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبریل نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کہا گیا کہ کیا ان کی طرف بھیجا گیا تھا، جبریل نے کہا کہ بے شک! ان کی طرف بھیجا گیا تھا، پھر ہمارے لیے اُس آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا، تو میں نے ابراہیم علیہ السلام کو بیتُ المعمور کی طرف اپنی کمر لگائے بیٹھے ہوئے دیکھا، اور اس میں ہر دن ستّر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں، جو لوٹ کر پھر اُس کی طرف دوبارہ نہیں آتے۔

پھر (جبریل علیہ السلام) مجھے سدرۃُ المنتہیٰ کی طرف لے گئے، اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے، اور اس کے پھل ہجر (عرب کے علاقے) کے (بڑے)

برتن (مٹکے) کی طرح کے تھے، پھر جب اس کو اللہ کے حکم سے اُن چیزوں نے ڈھانپ لیا، جن چیزوں نے ڈَھانپ لیا، تو اس کی حالت تبدیل ہوگئی، اللہ کی مخلوق میں سے کوئی اُس کے حُسن کی صفت بیان کرنے پر قادر نہیں۔

پھر اللہ نے میری طرف وحی کی، جو بھی وحی کی، پھر میرے اوپر ہر دن اور رات میں پچاس نمازوں کو فرض کیا گیا، پھر میں موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اتر کر آیا، انہوں نے فرمایا کہ آپ کے رب نے امت پر کیا فرض کیا؟ میں نے کہا کہ پچاس نمازیں فرض کیں، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جائیے، اور اس سے تخفیف کا سوال کیجیے، کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی، پس بے شک میں بنی اسرائیل کے ساتھ اس کا تجربہ کر چکا ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر میں رب کی طرف لوٹ کر گیا، اور میں نے عرض کیا کہ اے میرے رب! میری امت پر تخفیف فرما دیجیے، پھر رب تعالیٰ نے مجھ سے پانچ نمازوں کو ختم کر دیا، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا، اور میں نے کہا کہ مجھ سے پانچ نمازیں مزید معاف کر دی گئی ہیں، انہوں نے فرمایا کہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی، اس لیے آپ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جائیے، اور اس سے تخفیف کا سوال کیجیے۔

پھر میں اپنے رب تبارک وتعالیٰ اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان لوٹ لوٹ کر (نماز کی تخفیف کے لئے) جاتا رہا، یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد! یہ ہر دن ورات میں پانچ نمازیں ہیں، ہر نماز کے لئے دس کا ثواب ہے، پس یہ (ثواب کے اعتبار سے) پچاس نمازیں ہی ہیں، اور جو شخص کسی نیک کام کا ارادہ کرے گا، پھر (کسی عذر وغیرہ کی وجہ سے) اس کو نہیں کر سکے گا، تو اس کے لئے (اس ارادہ پر) ایک نیکی لکھی جائے گی، پھر اگر اس نے وہ نیک کام کر لیا، تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی، اور جس نے برے کام کا ارادہ کیا، پھر اس کام کو نہیں کیا، تو اس کے لئے کچھ نہیں لکھا جائے گا، پھر اگر اس نے وہ برا کام کر لیا، تو اس کے لئے ایک گناہ ہی لکھا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر میں واپس موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اورآپ کواس کی خبر دی، پھرانہوں نے فرمایا کہ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جایئے، اور ان سے تخفیف کا سوال کیجیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ میں اپنے رب کی طرف لوٹ کر گیا، یہاں تک کہ مجھے رب تعالیٰ سے حیا آ گئی (مسلم)

''ثابت بنانی'' سے مروی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کوامام احمد نے بھی اپنی مسند میں روایت کیا ہے (ملاحظه هو: مسند احمد، رقم الحديث ١٢٥٠٥)

اورابنِ ابی شیبہ نے بھی اپنی مصنف میں اس کوروایت کیا ہے۔

(ملاحظه هو: مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ٣٧٧٢٥، باب حديث المعراج حين أسرى بالنبی عليه السلام)

اورابنِ مندہ نے بھی ''الایمان'' میں اس کوروایت کیا ہے۔

(ملاحظه هو: الإيمان لابن منده، رقم الحديث ٧٠٨)

(جاری ہے............)

www.idaraghufran.org

**مقالات ومضامین** مفتی محمد رضوان

# افادات وملفوظات

## قربِ قیامت میں علمائے حق کا اٹھ جانا

(28 محرم 1442)

قربِ قیامت کے اس دور میں جہاں اور بہت سے فتنے رُونما ہوئے، اور تیزی سے رونما ہورہے ہیں، وہاں ایک فتنہ ''علمائے حق وعلمائے ربانیین'' کے ایک ایک کرکے دنیا سے رخصت ہوتے چلے جانے اور ان کے بعد ''جہلاء'' کو اپنے سردار ورہنما بنالینے کا بھی ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

**إِنَّ اللّٰهَ لا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ، وَلٰكِنْ يَّقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَآءِ، حَتّٰى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُ وْسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوْا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوْا وَأَضَلُّوْا** (بخاری، رقم الحديث ١٠٠، مسلم رقم الحديث ٢٦٧٣ "١٣")

ترجمہ: بے شک اللہ، علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ بندوں (کے سینوں سے) نکال لے، بلکہ علماء کو موت دے کر علم کو اٹھائے گا، یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا، تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے اور ان سے (دینی مسائل) پوچھے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے، اور وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسرں کو بھی گمراہ کریں گے (بخاری ومسلم)

واقعی اب یہ سلسلہ شروع ہوچکا ہے کہ علماء کی قلت اور جہلاء کی کثرت ہوتی چلی جارہی ہے۔ [1]

---

[1] قوله :(لا تقوم الساعة) أراد بها يوم القيامة .قوله :(حتى يقبض العلم) ، وذلک بموت العلماء و کثرة الجهلاء ، وقال السفاقسی :یعنی أکثرهم، لقوله صلى الله عليه وسلم :(لا تزال طائفة من أمتی ظاهرين على

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ہم نے دیکھا کہ علمائے حق اور علمائے ربانیین کا سایہ روز بروز اٹھتا جارہا ہے، اوران کی جگہ جو بعد میں علماء مسند کو سنبھالتے ہیں، وہ عموماً پہلے علمائے حق وعلمائے ربانیین کی اعلیٰ صفات سے محروم ہوتے ہیں، بلکہ بہت سوں کی حالت تو علم وعمل میں بہت ناگفتہ بہ ہوتی ہے، اگرچہ وہ اپنی نسبت، اپنے سے پہلے علمائے حق وعلمائے ربانیین کی طرف کرتے ہیں، پھر لوگ ان ہی سے دینی مسائل پوچھتے ہیں، اور وہ بغیر علم کے عجیب وغریب فتوے صادر کرتے ہیں، اوراس کے اثرات معاشرہ پر بہت بُرے پڑرہے ہیں۔

اسی کے نتیجہ میں آج یہ صورتِ حال پیدا ہوچکی ہے کہ اس قسم کے نام نہاد علماء کی طرف سے قرآن و سنت پر مشتمل، سلفِ صالحین کی صاف ستھری تعلیمات کو اجنبیت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے، قرآن مجید کی صریح آیات اور صحیح احادیث کے ہوتے ہوئے، ان کی طرف توجہ نہیں کی جاتی، نہ ہی سلفِ صالحین کی تعلیمات وتشریحات کو زیادہ اہمیت دی جاتی، اوران کے مقابلے میں چند بزرگوں کے حوالہ جات نقل کرکے قرآن وسنت اور سلفِ صالحین کی تعلیمات سے اعراض وعدول کیا جاتا ہے۔

ایسی حالت پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد صادق آتا ہے کہ:

”اِتَّخَذُوٓا أَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَانَهُمۡ أَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ“

کہ جنہوں نے اپنے احبار ورہبان کو اللہ کے مقابلے میں اربابِ اختیار بنالیا تھا۔

اوراس طرح یہ جہلائے زمانہ، جو اپنے آپ کو علمائے زمانہ سمجھتے ہیں، ایک طرح سے نیا دین اختراع کرکے نہ جانے کیا کیا گُل کھلاتے ہیں، اوراپنی ان حرکات کی نسبت چند مشہور بزرگوں کی طرف کرکے، عامۃُ الناس لوگوں کو دھوکہ میں مبتلا کرتے ہیں۔

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الحق حتی یأتی أمر اللہ)(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری،ج۷،ص۵۷،باب ما قیل فی الزلازل والآیات)

ولینبہ علی أن المعنی بالعالم والمتعلم العلماء باللہ الجامعون بین العلم والعمل، فیخرج منہ الجہلاء والعالم الذی لم یعمل بعلمہ، ومن تعلم علم الفضول وما لا یتعلق بالدین(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح،ج۱،ص۳۲۴۱،کتاب الرقاق)

اولاً تو علمائے حق وعلمائے ربانیین کی طرف سے قرآن وسنت اور سلفِ صالحین سے معارضہ و مقابلہ ہوتا ہی نہیں، اور اگر کسی کو معارضہ ومقابلہ نظر آتا ہو، تو وہ اس کی اپنی غلط فہم اور فاسد سمجھ کی وجہ سے ہوتا ہے، ورنہ اگر فہم صحیح ہو، تو معارضہ ومقابلہ ہوتا ہی نہیں۔

اور اگر کسی عالمِ ربانی کی کسی بات میں اس طرح کا معارضہ ومقابلہ لازم آئے، تو اس کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اور اس میں ایسی توجیہ وتاویل کرنی چاہئے کہ قرآن وسنت اور سلفِ صالحین سے معارضہ ومقابلہ ختم ہوجائے، اور قرآن وسنت وسلفِ صالحین کا موقف اپنی جگہ درست رہے، نہ یہ کہ ایسی تاویل وتوجیہ کی جائے کہ جس کی وجہ سے قرآن وسنت کا اصل مقصود ومراد ہی فوت ہوجائے، اور سلفِ صالحین سے بھی معارضہ ومقابلہ لازم آئے، اور اگر بالفرض اس عالمِ ربانی کے کلام میں کوئی بھی ایسی مناسب تاویل وتوجیہ نہ ہوسکے کہ جس کی وجہ سے یہ معارضہ ومقابلہ ختم ہوسکتا ہو، تو پھر اس عالم کو اجتہادی خطاء پر سمجھنا چاہئے، اور اس کے متعلق یہی حسنِ ظن رکھنا چاہئے کہ اس نے قصداًوعمداًایسا نہیں کیا ہوگا، بلکہ کسی خطاء کی وجہ سے ایسا کیا ہوگا، جس پر یا تو وہ عنداللہ ایک اجر و ثواب کا مستحق ہے، یا پھر کم از کم وہ عنداللہ معذور ہے، اور قابلِ مؤاخذہ نہیں، اس کے بجائے، اس عالمِ ربانی کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہونا، جائز نہیں، جس طرح کہ اس کے کلام کو خطاء پر محمول کرنے کے بجائے، اس کو صواب قرار دینا، اور قرآن وسنت وسلفِ صالحین کی تعلیمات میں بے جا تاویلات کرنا، اور اس سے بڑھ کر ان کا تخطئہ کرنا، جائز نہیں۔

اب اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے کسی کو تحقیق کا ذوق اور اس کی توفیق عطاء فرمائی ہو، اور وہ قرآن وسنت کی تعلیمات اور سلفِ صالحین کے طرز وطریقہ کے موافق کسی مسئلہ میں کوئی موقف اختیار کرے، اور ترجیح دے، تو موجودہ دور کے اس طرح کے نام نہاد اور جاہل علماء، جن کا گزشتہ حدیث میں ذکر ہے، اس پر طرح طرح سے اعتراض اور الزام عائد کرتے ہیں، اور جب ان کو اس محقق کی طرف سے کوئی معقول جواب دیا جاتا ہے، اور ان کی جاہلانہ بات کو رَد کردیا جاتا ہے، تو پھر اوپر سے یہ الزام بھی عائد کرتے ہیں کہ یہ صاحب بڑے مجتہد اور محقق بنے پھرتے ہیں اور علماء کی اتباع نہیں کرتے، یا علماء کی شان میں بے ادبی کرتے ہیں، یا یہ کہا جاتا ہے کہ ان کی باتیں دیگر علماء

کے خلاف ہیں، اور ان سے علماء کو اختلاف ہے، اس لیے ان کی بات قابلِ قبول نہیں، یا یہ کہ یہ ان کی ذاتی وانفرادی رائے ہے۔

حالانکہ ان اختلاف کرنے والے علماء کا علم وتحقیق کے میدان میں وہ درجہ نہیں ہوتا، اور ان کی حیثیت مذکورہ حدیث میں مذکور حضراتِ جہلاء سے مختلف نہیں ہوتی۔

عجیب طرفہ تماشا ہے کہ قرآن وسنت کی تعلیمات اور سلفِ صالحین کی توضیحات وتشریحات پر آج تفرد کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جو علماء تحقیق کی نعمت سے محروم ہوں، ان کے اختلاف کا اعتبار نہیں ہوتا۔

اصل اختلاف مجتہدین ومحققین کا ہوتا ہے، اگر ان کے مقابلے میں ہزاروں غیر مجتہد وغیر محقق اکٹھے ہوجائیں، ان کی وہ حیثیت نہیں ہوتی، اور اس کو اجماع قرار دینا، یا ان کو جمہور سمجھنا بھی درست نہیں ہوتا۔

اس مسئلہ کی باحوالہ اور مدلل ومفصل تحقیق بندہ نے ''اجتہادی اختلاف اور باہمی تعصب'' اور ''تفرد کی حقیقت'' کے نام سے شائع شدہ تالیفات میں ذکر کردی ہے۔

مگر المیہ یہ ہے کہ ان نام نہاد علماء کو مطالعہ کا وقت بھی نہیں ملتا، البتہ ان کو چوں وچرا اور اعتراضات کرنے، اور غپ شپ لڑانے کا وقت خوب میسر ہے۔

لیکن یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ ایک جماعت حق پر تاقیامت ضرور قائم رہے گی، اگرچہ وہ تھوڑی اور قلیل کیوں نہ ہو، اور وہ شرعی وفقہی دلائل کے اعتبار سے اس قسم کے جہلاء اور نام نہاد علماء پر غالب بھی رہے گی، جس کا یہ نام نہاد علماء مقابلہ نہ کرسکیں گے، اگرچہ چہ میگوئیاں کیوں نہ کرتے پھریں۔ [1]

## حضرت شیخ الہند کا ایک اہم ارشاد

(15صفر1442)

فاضل دارُ العلوم دیوبند، مولانا سید مناظر احسن گیلانی صاحب (المتوفیٰ:1375ھ) ''احاطۂ دارُ العلوم میں بیتے ہوئے دن'' نامی اپنی تالیف میں، شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن قدس سرہٗ کے

[1] المراد بقوله ظاهرين على الحق أنهم غالبون له وأن الحق بين أيديهم(فتح البارى شرح صحيح البخارى، ج۱۳، ص۲۹۵، كتاب الفتن،باب لا تزال طائفة من أمتى ظاهرين على الحق)

www.idaraghufran.org

حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ:

بخاری شریف کا سبق ہورہا تھا،مشہور حدیث گزری کہ ''تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ اس کے مال اور بال بچے اور سارے انسانوں سے زیادہ میں (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم )اس کے لیے محبوب نہ ہوجاؤں''''**لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من والده ،وولده والناس اجمعین ، او کما قال''** کا جو حاصل اور ترجمہ ہے۔

حدیث مشہور ہے،اور جانی پہچانی جاتی ہے۔

فقیر ہی نے عرض کیا کہ بحمداللہ عام مسلمان بھی سرکارِکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق محبت کی اس دولت سے سرفراز ہیں،جس کی دلیل یہ ہے کہ ماں باپ کی توہین کو تو ایک حد تک مسلمان برداشت کرلیتا ہے،زیادہ سے زیادہ گالیوں کے جواب میں وہ بھی گالیوں پراتر آتا ہے،لیکن رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہلکی سی سُبکی بھی مسلمانوں کواس حدتک مشتعل کردیتی ہے کہ ہوش وحواس کھو بیٹھتے ہیں۔آئے دن اس کا مشاہدہ ہے کہ جان پرلوگ کھیل گئے۔

سن کرحضرت(شیخ الہند)نے فرمایا کہ ہوتا بے شک یہی ہے،جوتم نے کہا۔

لیکن ایسا کیوں ہوتا ہے؟ تہہ(یعنی گہرائی) تک تمہاری نظر نہیں پہنچی۔

محبت کا اقتضاء یہ ہے کہ محبوب کی مرضی کے آگے ہر چیز قربان کی جائے۔

لیکن عام مسلمانوں کا جو برتاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی مبارک کے ساتھ ہے،وہ بھی ہمارے،تمہارے سامنے ہے۔

پیغمبر نے ہم سے کیا چاہا تھا،اور ہم کیا کررہے ہیں،اس سے کون ناواقف ہے۔

پھر سُبکی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم ) کی جومسلمانوں کے لیے ناقابلِ برداشت بن جاتی ہے،اس کی وجہ محبت تو نہیں ہوسکتی۔

خاکسار نے عرض کیا تو آپ ہی فرمائیں،اس کی وجہ کیا ہے؟

نفسیاتِ انسانی کے اس مبصر حاذق (یعنی شیخ الہند) نے فرمایا کہ:

سوچو گے تو در حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سُبکی میں اپنی سُبکی کا غیر شعوری احساس پوشیدہ ہوتا ہے، مسلمانوں کی خودی اور انانیت مجروح ہوتی ہے کہ ہم جسے اپنا پیغمبر اور رسول مانتے ہیں، تم اس کی اہانت نہیں کر سکتے، چوٹ دراصل اپنی اس ''ہم'' پر پڑتی ہے۔

لیکن مغالطہ ہوتا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے ان کو انتقام پر آمادہ کیا ہے، نفس کا یہ دھوکا ہے۔

اپنی جگہ ٹھنڈے دل سے جو غور کرے گا، اپنے طرزِ عمل کے تناقض کے اس نتیجے تک پہنچ سکتا ہے، بہر حال محبوب کی مرضی کی جسے پروا نہ ہو، اذان ہو رہی ہے، اور لایعنی اور لاحاصل، گپوں سے بھی جو اپنے آپ کو جدا کر کے، مؤذن کی پکار پر نہیں دوڑتا، اسے انصاف سے کام لینا چاہیے کہ محبت کا دعویٰ اس کے منہ پر کس حد تک پھبتا ہے''۔

حضرت والا کی تقریر کا یہی خلاصہ تھا۔

ظاہر ہے ندامت اور شرمندگی کے ساتھ، سر جھکا لینے کے سوا، ان کی اس نفسیاتی تنبیہ کے بعد، میرے لیے کچھ اور پوچھنے کی گنجائش ہی کیا باقی رہی تھی (احاطۂ دارالعلوم میں بیتے ہوئے دن، صفحہ ۱۲۷، ۱۲۸، باب نمبر ۱۰، بعنوان ''محبتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نفسانیت'' مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت: محرم ۱۴۲۵ھ)

---

بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام اضافہ واصلاح شدہ چوتھا جدید ایڈیشن

## ماہِ رجب کے فضائل واحکام

قرآن وسنت، فقہ، تاریخ اور محدثین، واہلِ علم حضرات کے اقوال کی روشنی میں، اسلامی وقمری سال کے ساتویں مہینے ''رجب'' کے فضائل ومسائل، احکامات وہدایات، بدعات ومنکرات، ماہِ رجب سے متعلق تاریخی حالات ودلچسپ واقعات

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

www.idaraghufran.org

**مقالات و مضامین** مولانا شعیب احمد

# مخلوقات میں اللہ کی طاقت و قدرت کے نشاں

دنیا کی ہر مخلوق اللہ تبارک وتعالیٰ کی طاقت وقدرت کا پتہ دیتی ہے۔ کائنات کے کینوس پر جا بجا اللہ کی طاقت وقدرت کے نمونے بکھرے نظر آتے ہیں۔ انسانوں، جانوروں، پرندوں اور درختوں الغرض کائنات کی ہر تخلیق میں قدرتِ الٰہی کے بے شمار کرشمے موجود ہیں۔

ہم انسانوں کا عالَم تو یہ ہے کہ اپنے چھوٹے سے چھوٹے کام میں بھی ہم بعض اوقات دوسرے لوگوں اور دیگر کئی مخلوقات کے محتاج ہوتے ہیں۔ جبکہ اللہ کو مخلوق کی حاجت تو درکنار اسباب کی بھی احتیاج نہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کوئی بھی کام کرنے میں کسی مخلوق یا سبب کے محتاج نہیں ہوا کرتے۔ حتیٰ کہ بسا اوقات اللہ تعالیٰ ظاہری اسباب کے خلاف بھی اپنی مرضی کے نتائج رونما کر کے دنیا کو دکھلا دیا کرتے ہیں۔

آپ حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کا قصہ پڑھیں۔ بھائیوں نے قتل کا منصوبہ بنایا، والد بزرگوار اور گھر سے دور کر دیا، کنویں میں پھینکے گئے، وہاں سے غلام بنا کر بیچے گئے، پھر بدکاری کی تہمت لگی اور جیل بھی جانا پڑا۔ یہ سب اسباب آدمی کو بے آبرو اور بے وقعت کر دینے والے ہیں لیکن ان اسباب کے باوجود اللہ نے انہیں عزت ورفعت کی بلندیوں سے نوازا اور مصر کا وزیرِ خزانہ بنا کر بتلا دیا کہ جسے اللہ عزت دے دے اسے کوئی ذلت نہیں دے سکتا اور جسے اللہ ذلیل کر دے اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا۔ یہ اللہ کی قدرت ہے کہ ذلت وپستی اور بے وقعتی کے اسباب وعوامل کے باوجود اللہ نے انہیں معزز ومکرم اور صاحبِ اختیار کر دکھایا۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا قصہ لے لیجیے۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ نے موت کے اسباب میں زندہ رکھ کر دکھایا۔ چنانچہ فرعون کا حکم تھا کہ بنی اسرائیل میں جو بھی لڑکا پیدا ہو، اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ اسی زمانے میں جب حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی پیدائش ہوئی تو آپ کی والدہ کو بڑی فکر لاحق ہوئی۔ اللہ نے ان کو بذریعہ الہام حکم دیا کہ اس بچے کو تابوت

www.idaraghufran.org

میں بند کر کے سمندر میں پھینک دو اور پھر وہاں سے اس کو میرا اور اس کا دشمن فرعون اٹھالے گا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اب حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے موت کا پہلا سبب تابوت کی گھٹن تھی، دوسرا سبب سمندر کی بے رحم موجیں تھیں اور تیسرا سبب ظالم فرعون تھا جو ہر بچے کو قتل کروا دیتا تھا۔ اللہ نے موت کے ان تمام اسباب میں حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو نہ صرف زندہ رکھا بلکہ اسی فرعون کے گھر میں پروان چڑھایا جو آپ کا جانی دشمن تھا۔

پھر برسوں بعد حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جب بنی اسرائیل کو فرعون کے چنگل سے نکال کر ہجرت کی غرض سے نکلے تو فرعون بھی اپنی فوج لے کر ان کے تعاقب میں نکلا۔ بنی اسرائیل کے سامنے ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا اور پیچھے فرعون کی فوج تھی۔ یہ منظر دیکھ کر وہ چلا اٹھے کہ:

"إِنَّا لَمُدْرَكُونَ" (سورة الشعراء، رقم الآية: ٦١)

''اب تو ہم پکڑے گئے'' (شعراء)

حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے امید دلائی کہ میرا رب میرے ساتھ ہے، وہ ضرور کوئی راہ نکالے گا۔ اللہ کے حکم سے انہوں نے اپنی لاٹھی سمندر پر ماری تو بپھرا ہوا سمندر پرسکون راستہ بن گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام مع بنی اسرائیل اس گزرگاہ پر چل پڑے، فرعون اور اس کے لشکریوں نے بھی ان کا تعاقب جاری رکھا۔ بنی اسرائیل سمندر پار کر گئے جبکہ فرعون اپنی فوج سمیت ابھی اس راہ گزر کے درمیان ہی پہنچا تھا کہ اللہ نے سمندر کو مل جانے کا حکم دیا اور فرعون کو فوج سمیت دریا برد کر دیا۔

میں قرآن میں موجود حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے ان واقعات کو جب بھی پڑھتا ہوں تو حیرت زدہ رہ جاتا ہوں کہ اللہ نے کیسے موت کے اسباب میں اُن کو زندہ رکھ کے دکھایا اور ہم انسانوں پر یہ حقیقت واضح کی کہ جسے اللہ زندہ رکھنا چاہے اس کو موت نہیں آسکتی اور جسے اللہ مارنا چاہے موت اس سے ٹل نہیں سکتی۔ یہ واقعات بتلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسباب وعوامل اور مواقع کی مخالفت کے باوجود بھی اپنی مرضی کے نتائج ظاہر کرنے کی پوری طاقت وقدرت رکھتے ہیں۔

انبیائے کرام کے علاوہ ایک عام انسان کی حیات میں بھی اللہ کی طاقت وقدرت کے کرشمے نظر

آتے ہیں۔انسان اپنے جسم پر ہی غور لے کہ یہ اللہ کی قدرت کا کیسا عظیم شاہکار ہے۔ بلکہ اِس کا ایک ایک عضو اللہ کی قدرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

صرف انگلی کے پور جیسی چھوٹی سی شے کو دیکھ لیجیے۔دنیا میں اربوں کھربوں انسان بستے ہیں لیکن کسی ایک فرد کے فنگر پرنٹ دوسرے شخص سے نہیں ملتے۔جب انسانی جسم کے ایک چھوٹے سے عضو میں خدا کی اتنی بڑی قدرت کارفرما ہے تو باقی اعضاء کا کیا کہنا۔

انسانوں کے علاوہ جانوروں میں بھی اللہ کی قدرت کی نشانیاں موجود ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهِ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّارِبِينَ“ (سورة النحل ، رقم الآية : ٦٦)

”اور (لوگو) تمہارے لیے جانوروں میں بڑی عبرت (کا سامان) ہے، ہم تمہیں پلاتے ہیں اس میں سے جو ان کے پیٹوں میں ہے، گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ (جو) پینے والوں کے لیے نہایت خوشگوار ہے“ (النحل)

بکری، بھینس اور گائے وغیرہ کے جسم میں جہاں دودھ کی نالی ہے وہیں پیشاب کی نالی بھی موجود ہے، ان کے بدن میں خون بھی بہتا ہے اور گوبر بھی ہوتا ہے۔مگر اللہ اپنی قدرت سے ان تینوں آلائشوں کے بیچ سے صاف اور لذیذ دودھ نکال کے دکھلاتے ہیں۔

جانوروں کے علاوہ پرندوں میں بھی اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ہم سمجھتے ہیں کہ پرندے فقط اپنے پَروں سے اڑتے ہیں۔مگر کبھی غور فرمایئے گا پرندے جب فضا میں بلند ہوتے ہیں تو بسا اوقات وہ اپنے پَروں کو بالکل بند کر لیتے ہیں اور سمیٹ لیتے ہیں۔جب وہ پروں کو بند کر کے سمیٹ لیتے ہیں تب کیوں وہ زمین پر نہیں گرتے؟ کس قوت نے ان کو تھاما ہوتا ہے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

”أَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرَاتٍ فِي جَوِّ السَّمَاءِ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ“

(سورة النحل ، رقم الأية : ٧٩)

”کیا ان لوگوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا جو آسمان کی فضا میں معلق ہیں؟ اللہ کے سوا

انہیں کسی نے نہیں تھام رکھا''(النحل)

ہم خیال کرتے ہیں کہ پرندوں کے پَر اُنہیں گرنے نہیں دیتے مگر حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے سوا انہیں کسی نے نہیں تھام رکھا۔

جانوروں اور پرندوں کے علاوہ نباتات بھی قدرتِ الٰہی کی گواہی دیتے ہیں۔کسی بھی فصل،پھل یا درخت کا بیج جب بویا جاتا ہے تو کچھ عرصہ بعد ایک نازک سی کونپل اور ملائم سی پتی پھوٹتی ہے۔وہ کلی اتنی نرم ونازک ہوتی ہے کہ اگر ذرا سختی سے ہاتھ لگا دیا جائے تو وہ مسلی جائے اور شاید اس کی نشو نما بھی رک جائے۔لیکن اس نازک کلی میں اتنی طاقت کہاں سے آ گئی کہ وہ زمین کی سخت سطح کو پھاڑ کر باہر نکل آتی ہے؟ یہ فقط اللہ کی قدرت ہے جو اس نازک کونپل کو زمین کی سخت سطح سے باہر نکال دیتی ہے۔ پھر ایک ہی زمین سے اُگنے والی ہر فصل اور پھل کا رنگ،شکل،غذائیت اور ذائقہ دوسرے سے جدا ہوتا ہے۔سیب اور آم دونوں اگرچہ میٹھے ہیں لیکن دونوں کی مٹھاس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مالٹا اور آڑو دونوں ہی ترش ہوتے ہیں لیکن دونوں کی ترشی میں مشرق ومغرب کا سا بُعد پایا جاتا ہے ۔یہ بھی اللہ کی قدرت کا مظہر ہے۔

سورج، چاند، ستاروں، سیاروں اور کہکشاؤں میں بھی ہمیں اللہ کی قدرت دکھائی دیتی ہے۔ ہمارا نظامِ شمسی جس تیز رفتاری کے ساتھ محوِ سفر ہے اگر اس رفتار میں اس کا تصادم کسی شے کے ساتھ ہو جائے تو بہت بڑی تباہی برپا ہو سکتی ہے۔لیکن وہ کون سی ذات ہے جو اسے ٹکرانے سے روکے ہوئے ہے؟ اور اس باب میں ایک حیرت انگیز امر یہ بھی ہے کہ اس تیز رفتار اور طویل خلائی سفر کے لیے اس کو توانائی (یعنی کوئی بھی ایندھن مثلاً پٹرول یا گیس وغیرہ) کہاں سے مل رہی ہے؟

علاوہ ازیں وقت میں بھی اللہ کی قدرت جلوہ فرما ہے۔ یہ دن اور رات کا آنا جانا اللہ کی قدرت کا نشاں ہے۔اگر خدا ہمیشہ کے لیے ہم پر رات طاری کر دے تو کیا ہم دن کی روشنی کہیں سے لا سکیں گے؟ اور اس کے برعکس اگر ہمیشہ کے لیے ہم پر دن مسلط کر دیا جائے تو ہم رات کی وہ تاریکی کہاں سے لا پائیں گے کہ جس میں فطرت نے آرام،سکون اور راحت کا سامان رکھا ہے۔اگر اللہ تبارک و تعالیٰ ایسا کر دیں تو کسی انسان یا مخلوق کے بس میں نہیں کہ رات کی تاریکی کو دن کے اجالے میں یا

دن کی روشنی کو رات کی سیاہی میں تبدیل کر سکے ۔ یہ رات کی تاریکی اور دن کا اجالا بھی اللہ کی قدرت کے مظاہر ہیں اور ہمارے لیے بہت بڑی نعمت بھی ۔

قرآن مجید میں بیسویں پارے کے شروع میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طاقت وقدرت کی کچھ تفصیل بیان کی گئی ہے اور خدا اس موقع پر بار بار پوچھتا ہے کہ:

"أَإِلٰه مَعَ اللَّهِ"(سورة النمل ، رقم الآية : ٦٠)

کیا اللہ کے علاوہ کوئی اور ہے( جو یہ سب کر سکے؟ )(نمل)

جواب ایک بازگشت کی صورت میں دل کی گہرائیوں سے ہر بار یہی آتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی بھی نہیں جو یہ سب کچھ کر سکے۔

اس کائنات میں بلاشبہ ہر سو اللہ کی طاقت وقدرت کے نمونے بکھرے نظر آتے ہیں۔لیکن واقعہ یہ ہے کہ اللہ کی طاقت وقدرت اور خلّاقی کی چاہے کتنی ہی تعریف کیوں نہ بیان کر لی جائے، اس کا حق ادا کرنا انسانوں اور دیگر تمام مخلوقات کے لیے ممکن ہی نہیں ۔ یہ ایسا موضوع ہے کہ جس کی تکمیل ضخیم کتابوں اور طویل دفتروں کے ذریعے بھی نہیں کی جا سکتی ، چہ جائیکہ ایک مختصر مضمون میں اس کا احاطہ کیا جائے ۔لہٰذا شیخ سعدی رحمہ اللہ کے الفاظ پر اس مضمون کو نا تمام چھوڑتا ہوں ۔

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر ما ہم چناں دراول وصف تو ماندہ ایم

ترجمہ: ( لکھتے لکھتے ) کاغذ ختم ہو گیا اور عمر انتہا کو پہنچ گئی۔ تیری صفات کا احاطہ تو کجا ابھی تک تو تیری پہلی صفت کا بیان بھی مکمل نہیں ہوا ( گلستانِ سعدی)

www.idaraghufran.org

**بسلسلہ : تاریخی معلومات**  مولانا طارق محمود

# ماہِ ذوالقعدۃ: دسویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ ذیقعدہ ۹۰۱ھ: میں سلطان قایتبای جرکسی محمودی اشرفی کی وفات ہوئی۔

(البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع للشوکانی، ج۲ ص۵۶،الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی، ج۱ ص۳۰۱)

□......ماہِ ذیقعدہ ۹۱۰ھ: میں حضرت قاضی احمد شہاب الدین فیشی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی، ج۱ ص۱۵۱)

□......ماہِ ذیقعدہ ۹۱۴ھ: میں حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر بن محمد بن عثمان بن علی آبار ماردینی حلبی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی، ج۱ ص۲۴۳)

□......ماہِ ذیقعدہ ۹۱۵ھ: میں حضرت شیخ علاء الدین علی بن ناصر مکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی، ج۱ ص۲۷۸)

□......ماہِ ذیقعدہ ۹۲۰ھ: میں حضرت شہاب الدین احمد بن حمزہ دمشقی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی، ج۱ ص۱۳۶)

□......ماہِ ذیقعدہ ۹۲۵ھ: میں حضرت شہاب الدین ابوالعباس احمد بن عبدالملک بن علی بن عبداللہ موصلی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(شذرات الذھب فی أخبار من ذھب لابی الفلاح عبدالحیی عکری حنبلی، ج۱۰ ص۱۸۳)

□......ماہِ ذیقعدہ ۹۲۶ھ: میں حضرت شیخ عارف باللہ احمد بن بترس صفدی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی، ج۱ ص۱۳۵)

□......ماہِ ذیقعدہ ۹۲۶ھ: میں حضرت زین الدین عبداللہ بن عبداللہ بن رسلان بویطی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(الکواکب السائرۃ بأعیان المئۃ العاشرۃ لنجم الدین الغزی، ج۱ ص۲۱۸)

□......ماہِ ذیقعدہ ۹۲۷ھ: میں حضرت شیخ یعقوب بن خوندمیر بن بدا بن یعقوب بن محمود پٹنی گجراتی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر لعبدالحیی الحسنی، ج۴ ص۴۴۵)

www.idaraghufran.org

□......ماہِ ذیقعدہ ۹۳۰ھ: میں حضرت زین الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن محمد بن یوسف بن عبداللہ کلسی حلبی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(شذرات الذهب فی أخبار من ذهب لابی الفلاح عبدالحیی عکری حنبلی،ج۱۰ ص ۲۴۱)

□......ماہِ ذیقعدہ ۹۳۰ھ: میں حضرت ابوالمفاخر محی الدین عبدالقادر بن احمد بن یونس نابلسی دمشقی حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی،ج۱ ص ۲۵۲ ،شذرات الذهب فی أخبار من ذهب لابی الفلاح عبدالحیی عکری حنبلی،ج۱۰ ص ۲۴۱)

□......ماہِ ذیقعدہ ۹۳۲ھ: میں حضرت ابوعبداللہ شہاب الدین محمد بن احمد کنجی دمشقی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی،ج۱ ص ۳۵)

□......ماہِ ذیقعدہ ۹۳۸ھ: میں حضرت علاء الدین علی مقدسی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی،ج۲ ص ۲۱۳)

□......ماہِ ذیقعدہ ۹۳۹ھ: میں حضرت زین الدین عبدالرحیم بن قاضی عجلون شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی،ج۲ ص ۱۵۹)

□......ماہِ ذیقعدہ ۹۴۰ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ محمد بن ظہیرہ شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی،ج۲ ص ۷۱)

□......ماہِ ذیقعدہ ۹۴۵ھ: میں حضرت شمس الدین محمد بن حسان دمشقی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی،ج۲ ص ۳۰)

□......ماہِ ذیقعدہ ۹۴۷ھ: میں حضرت شیخ محی الدین یحییٰ بن کیال رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی،ج۲ ص ۲۵۴)

□......ماہِ ذیقعدہ ۹۴۷ھ: میں حضرت شہاب الدین احمد بن محمد بن مؤید رحمہ اللہ کی وفات ہوئی

(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی،ج۲ ص ۱۰۲ ،شذرات الذهب فی أخبار من ذهب لابی الفلاح عبدالحیی عکری حنبلی،ج۱۰ ص ۳۸۲)

□......ماہِ ذیقعدہ ۹۵۰ھ: میں حضرت ابوعبداللہ قطب الدین محمد بن محمد بن عمر بن سلطان دمشقی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة لنجم الدین الغزی،ج۲ ص ۱۱۴)

علم کے مینار اسلامی فقہ کی ابتدائی تاریخ وترویج (قسط26) مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

# دنیائے اسلام میں فقہی مذاہب کا شیوع (حصہ دوم)

اہلِ سنت والجماعت کے چاروں فقہی مسالک حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی مسلک کی تدوین وترویج، ان کی اشاعت اوران کا مختصر تعارف گزشتہ اقساط میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جاچکا ہے، ذیل میں ان فقہی مذاہب کی موجودہ صورتِ حال اور دنیائے اسلام میں ان کی تقلید واتباع سے متعلق کچھ مزید تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

## موجودہ صورتِ حال

موجودہ زمانہ میں اس کا صحیح اندازہ لگانا تو مشکل ہے کہ آج کل مذاہبِ اربعہ بلادِ اسلامی کے کن کن علاقوں میں موجود ہیں، اوروہاں ان کے متبعین ومقلدین کا کیا تناسب ہے؟ (لکثرۃِ اتباعھم) مگر فقہ کے چاروں اماموں کے ماننے والے پوری دنیا میں موجود ہیں، اوران کی تعلیمات پر اسی طرح عمل ہورہا ہے، جیسا کہ ان کے دور میں تھا، اور اگر یوں کہا جائے کہ چاروں اماموں کے پیروکار، ہروہ ملک جہاں مسلمان رہتے ہیں، وہاں پر کم یا زیادہ ان چاروں ائمہ کے متبعین موجود ہیں، تو یہ بات بے جانہ ہوگی۔

ذیل میں اس کی مختصر تفصیل ذکر کی جاتی ہے:

## (1)......فقہ حنفی کی موجودہ صورتِ حال

فقہ حنفی، جس کے بانی نعمان بن ثابت المعروف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں ہے، اس کے متبعین و پیروکار وسطی ایشیا کے ممالک جیسا کہ پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، افغانستان میں زیادہ تعداد میں پائے جاتے ہیں، اوراسی طرح عراق، ترکی، البانیہ، جنوب مغربی مصر جزیرہ نما بلقان اورروس

کے زیادہ تر مسلمان اسی مذہب کے پیروکار ہیں، اور کم وبیش مشرقی ایشیا کے ممالک جیسا کہ خلیج بنگال، انڈونیشیا، ملائیشیا، تھائی لینڈ، فلپائن اوران کے قرب وجوار میں بھی پائے جاتے ہیں۔

شام کے مسلمان آدھے سے زیادہ حنفی ہیں، اوراسی طرح فلسطین میں اگرچہ شافعیوں کی اکثریت ہے، تاہم چیدہ چیدہ حنفی بھی پائے جاتے ہیں، اسی طرح بخارا، تاشقند اور ازبکستان کے دیگر علاقوں، اورترکمانستان اورآذربائیجان وغیرہ میں حنفی ہیں۔

اسی طرح امریکہ، لاطینی امریکہ، برازیل اور یورپ کے مختلف ممالک میں بھی احناف قدرِمشترک مالکیہ، شافعیہ اورحنابلہ کے زیادہ تعداد میں ہیں۔

برصغیر کی تاریخ بیان کرتے ہوئے مؤرخین فرماتے ہیں کہ قدیم زمانہ میں یہاں شوافع زیادہ تھے، سندھ میں ان کی اکثریت تھی، جبکہ مغربی ساحل وغیرہ پر قدیم زمانہ میں عربی النسل مسلمان آباد تھے، ان کا مسلک شافعی تھا، اسی وجہ سے ہندوستان کے ساحلی علاقے مالابار اور مدراس میں اب بھی شوافع آباد ہیں۔

مشرقی ایشیا اور ہندوستان وپاکستان کے زیادہ تر علاقوں میں دیوبندی، بریلوی، تبلیغی جماعت کے نام سے مشہور تحریکوں کے لوگ بھی فقہ حنفی ہی کے پیروکار ہیں۔

تاہم فقہ حنفی کے پیروکار باقی تینوں مسالک کے مقابلہ میں زیادہ تعداد میں پائے جاتے ہیں، آج روئے زمین پر مسلمانوں کی تعداد ایک ارب اسی کروڑ (1.8 Billion) کے لگ بھگ ہے، اور ماہرین کے ایک اندازہ کے مطابق ان میں حنفی مسلک کے پیرکار، تمام مسلمانوں کا دوتہائی ہیں، اور ان میں بھی حنفی مسلک کے متبعین وپیروکار بڑا حصہ پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش کے علاقوں میں موجود ہے، اور ماقبل میں ذکر کردہ ممالک کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی دوسرے مسالک کے ساتھ ساتھ کم وبیش حنفی مسالک کے لوگ پائے جاتے ہیں۔

## (2)......فقہ مالکی کی موجودہ صورتِ حال

امام مالک بن انس رحمہ اللہ مالکی فقہ کے بانی تھے، اس مذہب کے متبعین موجودہ زمانہ میں

www.idaraghufran.org

براعظم افریقہ، متحدہ عرب امارات، سعودی عرب، کویت، اور مغربِ اقصیٰ کے اکثر ممالک جیسا کہ تونس، الجزائر، مراکش، لیبیا اور عراق کے چند ایک علاقوں میں پائے جاتے ہیں، اور افریقی ممالک میں مالکی مسلک کو اکثریت حاصل ہے، مگر ان علاقوں میں جو لوگ ترکی النسل ہیں، وہ زیادہ تر احناف ہیں، اور یہ لوگ سلاطینِ ترکی کے زمانہ سے یہاں آباد ہیں ( کیونکہ سلطنتِ عثمانیہ کے سلاطین حنفی تھے ) اس لیے ان علاقوں میں قلت کے باوجود حنفیت کو عروج حاصل رہا۔

اسی طرح قطر، بحرین اور کویت میں مالکی فقہ کا اثر زیادہ ہے، تاہم مصر، سوڈان اور دیگر ملحقہ علاقوں میں مالکیہ کے ساتھ ساتھ احناف بھی کثرت کے ساتھ ہیں، اور فلسطین کے علاقوں میں بھی چند ایک مالکیہ موجود ہیں۔

ماضی میں یورپ پر اسلامی حکومت کے دور میں بالخصوص ہسپانیہ، امارات سسلی میں بھی اس مذہب کی پیروی کی جاتی تھی۔

## (3)......فقہ شافعی کی موجودہ صورتِ حال

فقہ شافعی کے بانی امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ ہیں، فقہ شافعی کے متبعین و پیروکار سعودی عرب، مصر، انڈونیشیا، فلپائن، سنگاپور، تھائی لینڈ، یمن، قطر، اور ہندوستان کے ساحلی علاقہ جات جیسا کہ مالابار، مدراس، کیرالہ (جن کو''کوکانی علاقہ جات'' بھی کہا جاتا ہے) کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں، برونائی دارالسلام اور ملائیشیا کا سرکاری مذہب، شافعی ہی ہے۔

اسی طرح شام کے مسلمانوں کا ایک چوتھائی حصہ فقہ شافعی سے منسلک ہے، لیکن فلسطین میں شوافع کثیر تعداد میں موجود ہیں، چیدہ چیدہ حنفی اور مالکی بھی پائے جاتے ہیں۔

کردستان، آرمینیہ اور فارس کے اہلِ سنت میں بھی شوافع زیادہ ہیں، کچھ احناف بھی پائے جاتے ہیں، عراق، افغانستان اور ملحقہ علاقوں میں اگرچہ احناف کثرت سے ہیں، تاہم مالکی، شافعی اور حنبلی بھی پائے جاتے ہیں، جیسا کہ ذکر کیا جا چکا کہ ہندوستان میں قدیم زمانہ میں شوافع زیادہ تھے،

اور سندھ میں بھی ان کی اکثریت تھی، تاہم ہندوستان میں فقہ شافعی اب صرف مغربی ساحلی علاقہ جات تک محدود ہے۔

جزیرہ مالدیپ کی کل آبادی چھ لاکھ کے قریب ہے، اور یہ سب شافعی ہیں، جبکہ یہاں پہلے مالکی مذہب بھی رائج رہ چکا ہے۔

اسی طرح سری لنکا، جزائرشرق الہند (مشرقی ہندوستان کے جزائر) اورفلپائن کے جزائر میں شوافع زیادہ ہیں، تھائی لینڈ کے مسلمان زیادہ تر شافعی ہیں، کچھ حنفی بھی ہیں، اسی طرح آسٹریلیا کے مسلمان زیادہ تر شافعی ہیں، الغرض فقہ شافعی جزائر اور ساحلی علاقہ جات میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔

## (4)......فقہ حنبلی کی موجودہ صورتِ حال

فقہ حنبلی کے بانی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ہیں، حنبلی مسلک اپنی اشاعت کے وقت سے ہی اگرچہ مختلف ممالک اور شہروں میں پھیلا، مگر درحقیقت اس کے مقلدین ہر زمانہ میں قلیل تعداد میں رہے ہیں، تاآنکہ آٹھویں صدی ہجری میں علامہ ابنِ تیمیہ اور ان کے شاگرد امام ابنِ قیم وغیرہ نے حنبلی مسلک کی تجدید اور نشاۃ ثانیہ فرمائی۔

علامہ ابنِ تیمیہ اور علامہ ابنِ قیم (رحمہما اللہ) اپنے فتاویٰ، کتب وتصانیف، فصاحتِ لسان، تفسیر، عقائد اور اصولوں کی تفسیر کے لحاظ سے، فقہ حنبلی میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

اس کے بعد بارہویں صدی ہجری میں نجد کے ایک شیخ ''محمد بن عبدالوہاب نجدی'' نے اپنی اصلاحی تحریک کے ذریعہ حنبلی مسلک کی تجدید اور اس کی اشاعت میں نمایاں خدمات انجام دیں، جن کو حکومتِ سعودیہ کے بانی فرمانروا ''عبدالعزیز آل سعود'' کی پشت پناہی حاصل تھی، ان کے عہدِ حکومت میں حنبلی مسلک کو بہت فروغ حاصل ہوا، اور آج کل مملکتِ سعودیہ کا سرکاری مذہب یہی ہے۔

اس کے علاوہ جزیرۃ العرب کے دیگر علاقوں میں بھی اس کے مذہب کے پیروکار پائے جاتے ہیں،

اوراسی طرح، شام، عراق، افغانستان، فلسطین اور دیگر ملحقہ ممالک میں اس کے مذہب کے متبعین موجود ہیں۔

## خلاصہ کلام

مذکورہ اعداد وشمار سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فقہ حنفی کے متبعین زیادہ تر مشرقی اور وسطی ایشیا میں پائے جاتے ہیں، جبکہ فقہ مالکی کے متبعین زیادہ براعظم افریقہ اور دیگر مغربی ممالک میں کثرت سے ہیں، اور فقہ شافعی کے متبعین ساحلی علاقہ جات، یا پھر وہ ممالک جو مختلف جزیروں پر مشتمل ہیں، میں کثرت سے ہیں، جبکہ فقہ حنبلی کے پیروکار خاص طور پر سعودی عرب، اور دیگر عرب ممالک میں پائے جاتے ہیں۔

لیکن ملحوظ رہے کہ یہ تخمینی اعداد وشمار اب سے تقریباً کچھ برس پہلے کے ہیں، اور یہ اعداد وشمار مختلف کتابوں سے لیے گئے ہیں، البتہ موجودہ زمانہ میں یورپ، امریکہ، افریقہ اور دیگر ایشیائی، افریقی اور مغربی ممالک میں بیرونی اور مقامی مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد پائی جاتی ہے، جو مختلف فقہی مسالک ومذاہب سے تعلق رکھتی ہے۔

اس لیے اگر یہ کہا جائے کہ ہر وہ ملک جہاں مسلمان رہتے ہیں، وہاں کم یا زیادہ اہلِ سنت والجماعت کے چاروں اماموں کے پیروکار موجود ہیں، تو بے جا نہ ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

تاہم مذکورہ اعداد وشمار کا مقصد اہلِ سنت والجماعت کے فقہی مذاہب کی موجودہ صورتِ حال اور نشر و اشاعت کے سلسلہ میں ان کا اجمالی خاکہ (Overview) بیان کرنا ہے، جس سے ان فقہی مسالک و مذاہب اور ان کے متبعین و پیروکار کی موجودہ صورتِ حال سامنے آجائے، نہ کہ ان کی اکثریت واقلیت، یا ان کے غالب ومغلوب ہونے کو بیان کرنا ہے۔

(تفصیل اور حوالہ جات کے لیے ملاحظہ ہو: نظرة تاريخية فی حدوث المذاهب الفقهية الأربعة: الحنفی، المالكی، الشافعي، الحنبلي وانتشارها عند جمهور المسلمين، لأحمد بن إسماعيل بن محمد تيمور۔ سیرت ائمہ اربعہ، از مولانا قاضی اطہر مبارک پوری۔ اسلامی دنیا میں فقہی مذاہبِ اربع کا فروغ، از: معراج محمد بارق)

**تذکرۂ اولیاء** حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط52) مفتی محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

# عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک مساجد کا احترام

اسلام میں مساجد کا عظیم مقام ہے، اور مسلمانوں کو مساجد کے احترام کی تعلیم دی گئی ہے، اور مساجد کی بے احترامی والے کاموں سے اسلام میں منع کیا گیا ہے۔

چنانچہ مساجد میں شوروغُل کرنا، اوراونچی آواز سے دنیا کی باتیں کرنا، بُرا اور ناپسندیدہ عمل ہے، بلکہ مسجد کی بے احترامی اور مسلمانوں کی تکلیف کا ذریعہ بننے کی وجہ سے گناہ ہے۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سیرت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ مسجد کی بے ادبی وبے احترامی والے کاموں سے لوگوں کو منع کرتے تھے۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهَذَيْنِ، فَجِئْتُهُ بِهِمَا، قَالَ: مَنْ أَنْتُمَا – أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا؟ – قَالاَ: مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ، قَالَ: لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا، تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** (بخاری، رقم الحدیث ۴۷۰، باب رفع الصوت فی المساجد)

ترجمہ: میں مسجد میں کھڑا تھا کہ ایک شخص نے مجھے کنکری ماری، میں نے اس کی طرف دیکھا، تو وہ عمر بن خطاب تھے، انہوں نے مجھ سے کہا کہ اُن دونوں آدمیوں کو میرے پاس لاؤ، چنانچہ میں (مسجد میں موجود) ان دونوں آدمیوں کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا کہ تم کس (قبیلہ) میں سے ہو، یا (یہ کہا کہ) تم کس مقام کے (رہنے والے) ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ (ہم) طائف کے رہنے والوں میں سے ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم (ہمارے) اسی شہر کے رہنے

والوں میں ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا،تم رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہو!(بخاری)

ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**أَنَّ عُـمَـرَ نَهَى عَنِ اللَّغَطِ فِي الْمَسْجِدِ ، وَقَالَ :إِنَّ مَسْجِدَنَا هَذَا لاَ تُرْفَعُ فِيهِ الأَصْوَاتُ** (مصنف ابن ابی شیبة، الروایة ٧٩٠٣، فی رفع الصوت فی المساجد)

ترجمہ:عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد میں فضول باتیں کرنے سے منع کیا ہے،اورفرمایا ہے کہ ہماری اس مسجد میں آوازیں اونچیں نہ کی جائیں (ابن ابی شیبہ)

سعد بن ابراہیم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:

**سَـمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَجُلاً رَافِعًا صَوْتَهُ فِي الْمَسْجِدِ ، فَقَالَ : أَتَدْرِي أَيْنَ أَنْتَ** (مصنف ابن ابی شیبة، رقم الروایة ٧٩٠٢، فی رفع الصوت فی المساجد)

ترجمہ:عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسجد میں اونچی آواز سے بات کرنے والے شخص سے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ تم کہاں ہو؟(ابن ابی شیبہ)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**أَنَّ عُـمَـرَ كَـانَ إِذَا خَـرَجَ إِلَـى الصَّلاَةِ نَادِي فِي الْمَسْجِدِ ، قَالَ : إِيَّاكُمْ وَاللَّغَطَ** (مصنف ابن ابی شیبة، رقم الروایة ٧٩٠٨، فی رفع الصوت فی المساجد)

ترجمہ:عمر رضی اللہ عنہ جب نماز کے لئے نکلتے تو مسجد میں اعلان کرتے ہوئے کہتے کہ شوروغُل سے اپنے آپ کو بچاؤ(ابن ابی شیبہ)

ابوسعید سے روایت ہے کہ:

**كـان عـمـرُ –رضي الله عنه– يَعُسُّ المسجدَ بعد العشاءِ، فلا يَرى فيه أحدًا إلا أَخرَجَهُ، إلا مَن يصلّي، فمَرَّ بنفرٍ من أصحابِ رسولِ الله صلى الـله عليه وسلم فيهم أُبَيّ بن كعب فقال: ما خلَّفَكُم بعد الصلاة؟ قالوا: جَلَسنا نذكرُ اللهَ تعالى .فجلس معهم** (مسند الفاروق، رقم الروایة ٨٢)

ترجمہ: عمر رضی اللہ عنہ عشاء کے بعد مسجد کی نگرانی کرتے تھے، اور نماز پڑھنے والے کے علاوہ، ہر کسی کو مسجد سے نکال دیا کرتے تھے، پھر ایک مرتبہ عمر رضی اللہ عنہ کا (مسجد میں) رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کی جماعت پر گزر ہوا، جن میں اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ بھی تھے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے معلوم کیا کہ نماز کے بعد آپ لوگوں کو کس چیز نے روک دیا؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں، تو عمر رضی اللہ عنہ بھی اُن کے ساتھ بیٹھ گئے (مسند فاروق)

امام بخاری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ عُمَرُ: الْمُصَلُّونَ أَحَقُّ بِالسَّوَارِي مِنَ الْمُتَحَدِّثِينَ إِلَيْهَا وَرَأَى عُمَرُ: "رَجُلًا يُصَلِّي بَيْنَ أُسْطُوَانَتَيْنِ، فَأَدْنَاهُ إِلَى سَارِيَةٍ، فَقَالَ: صَلِّ إِلَيْهَا

(بخاری، باب الصلاۃ إلی الأسطوانۃ)

ترجمہ: عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز پڑھنے والوں کے لئے بہتر یہ ہے کہ کسی باتیں کرنے والے انسان کے پیچھے نماز پڑھنے کے بجائے، ستون کی آڑ میں نماز ادا کریں۔ اور عمر رضی اللہ عنہ نے (ایک مرتبہ) کسی شخص کو دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھتے دیکھا تو اسے ایک ستون کے قریب کردیا، اور فرمایا کہ اس کی آڑ میں نماز پڑھو (بخاری)

گزشتہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ مساجد میں شور شرابا کرنا، اور اس طرح سے اونچی آواز سے دنیا کی باتیں کرنا جس سے مسجد کی بے احترامی ہو، یا نماز پڑھنے اور عبادت کرنے والوں کو تکلیف پہنچے، اور ان کی عبادت میں خلل آئے، یہ بُرا عمل ہے۔

اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ عمر رضی اللہ عنہ عشاء کے بعد مسجد میں نماز پڑھنے والوں اور عبادت وذکر میں مشغول لوگوں کے علاوہ، باقی لوگوں کو مسجد سے نکال دیا کرتے تھے۔

نیز مذکورہ روایات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجد کے اندر ایسی جگہ نماز پڑھنا، جس سے گزرنے والوں کو تکلیف پہنچے، یہ بھی درست طرزِ عمل نہیں، بلکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ مسجد میں تنہا یعنی انفرادی طور پر نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ کسی دیوار، ستون وغیرہ کی آڑ میں نماز پڑھے۔

**پیارے بچو!** مولانا محمد ریحان

# بھائی کی غلطی

پیارے بچو!دو بھائی تھے۔وہ دونوں ایک ہی کلاس میں پڑھتے تھے۔ایک کا نام اویس تھا اور دوسرے کا نام محسن تھا۔اویس کا قرآن مجید ختم ہونے والا تھا۔اس وجہ سے وہ اپنی کلاس کے سارے ساتھیوں کو دعوت دینا چاہ رہا تھا۔اویس اور محسن ایک دن دعوت نامے تیار کررہے تھے۔اویس یہ چاہتا تھا کہ اس کی دعوت کا ابھی سے کسی کو پتا نہ چلے، بلکہ جب وہ خود بتائے تو پتا چلے۔وہ دونوں بہت خوش تھے۔اویس نے محسن سے کہا:

''کلاس میں کسی ساتھی کو دعوت کا ابھی نہیں بتانا۔''

محسن اتنا خوش تھا کہ اگلے ہی دن اس نے کلاس میں عثمان کو دعوت کا بتا دیا۔اور یوں پوری کلاس میں بات تیزی سے پھیل گئی۔اویس کو بہت غصہ آیا۔اس نے محسن سے غصے میں کہا:

''آپ نے سب برباد کردیا ہے۔میں ہمیشہ آپ کے راز کو راز رکھتا ہوں۔اور آپ نے مجھ سے وعدہ بھی کیا تھا کہ کسی کو نہیں بتاؤ گے۔''

یہ سب سن کر محسن نے شرمندگی کی وجہ سر جھکالیا۔اویس نے محسن سے کہا:

''آج کے بعد میں آپ سے بات نہیں کروں گا۔''

محسن کچھ بھی نہیں بولا اور یوں ہی ایک جگہ ساکت کھڑا سب کچھ سنتا اور دیکھتا رہا۔

جب اویس اپنے مدرسے کے ہال میں آیا،تو اس نے دیکھا کہ اس کے ابو ہال میں بیٹھے ہوئے ہیں۔اویس نے اپنے ابو سے کہا:

''میں نے محسن سے اپنا تعلق ختم کردیا ہے۔''

اور یوں اویس نے سارے معاملے کی خبر اپنے ابو کو دے دی۔اویس کے ابو نے کہا:

''یہ بات تو ٹھیک ہے کہ محسن نے آپ کے راز کی حفاظت نہ کی،لیکن بہرحال وہ آپ کا بھائی ہے۔کیا آپ اسے معاف نہیں کرسکتے؟''

www.idaraghufran.org

اویس نے جلدی میں جواب دیا''نہیں۔'' شام کے وقت اویس دعوت ناموں کے تیار کرنے میں مصروف ہوگیا۔وہ دعوت ناموں پر سارے نام لکھ رہا تھا،لیکن اس کو محسن کی بہت کمی محسوس ہو رہی تھی۔اور وہ سب کچھ اکیلے کرنے میں بہت مشکل محسوس کر رہا تھا۔

اویس نے اپنے بھائی محسن کا نام دعوت نامے میں نہیں لکھا۔لیکن اس سب کے باوجود وہ غم میں تھا،اور اپنے جی ہی جی میں سوچ رہا تھا:

''کتنا ہی اچھا ہوتا کہ محسن راز کو فاش نہ کرتا۔لیکن افسوس اس نے راز کو فاش کر دیا۔کاش کہ اب بھی وہ میرے ساتھ ہوتا۔''

اسی وقت اویس اور محسن کے ابو اویس کے کمرے میں آئے۔اس کے ساتھ بیٹھ گئے اور سارے دعوت ناموں کو دیکھنے لگے۔انہوں نے اویس سے کہا:

''یہ دعوت نامے کتنے اچھے ہیں۔آپ اور محسن انہیں بیٹھ کر تیار کر رہے تھے۔''

اویس نے جواب دیا:''جی ہاں۔'' اویس کے والد نے کہا:

''آپ دونوں بھائی ہو،اور ایک بھائی دوسرے بھائی سے اس طرح ناراض نہیں ہوتا۔آپ کے بھائی محسن نے غلطی کی ہے،مگر غلطی کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اپنے بھائی سے تعلق ہی ختم کر دیا جائے۔آپ اپنے بھائی کو معاف کر دو۔اس طرح وہ بھی آئندہ اپنی غلطی کو صحیح کر لے گا۔اگر آپ اسے معاف نہیں کرو گے،تو وہ اپنی غلطی کیسے ٹھیک کرے گا؟''

یہ سن کر اویس سوچ میں گم ہوگیا۔تھوڑی ہی دیر بعد اس نے کہا:

''ٹھیک ہے،ابو میں محسن کو معاف کر دیتا ہوں۔''

پیارے بچو!اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہمارے بھائی یا ہمارے دوست ہمیں انجانے میں کوئی دکھ یا تکلیف پہنچا دیتے ہیں۔ان کا مقصد تکلیف پہنچانے کا نہیں ہوتا۔لیکن ہمیں چاہیے کہ ہم ان کو غلطی کا احساس ہونے پر معاف کر دیں۔اس طرح وہ اپنی غلطی کو بھی ٹھیک کریں گے،اور ہم بھی ایک دوسرے کے ساتھ اچھے اور بہتر طریقے سے زندگی گزار سکیں گے۔

بزمِ خواتین (عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب: قسط39) مفتی طلحہ مدثر

# عدالتی تفریق میں خواتین کے اختیارات (تیسرا حصہ)

معزز خواتین !انسان کی حالت ہمیشہ ایک ہی مزاج اور کیفیت کے مطابق رہے، یہ ناممکن ہے، بیرونی اثرات کی وجہ سے انسان کے مزاج اور رویہ میں فرق آنا فطری بات ہے، کبھی تو یہ تبدیلی عارضی اور معتدل ہوتی ہے، لیکن کبھی یہ شدید نوعیت کی اور مستقل ہوتی ہے، اور اسی تبدیلی اور مزاج کے مطابق انسان اپنے متعلقین سے برتاؤ کرتا ہے، زوجین پر بھی چونکہ یہ کیفیات آتی جاتی رہتی ہیں، اس لیے شریعت نے اس بارے میں ایک حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا(سورۃ نساء،۳۵)

ترجمہ: اور اگر تمھیں کہیں میاں بیوی کے تعلقات بگڑ جانے کا خطرہ ہو، تو ایک فیصلہ کرنے والا مرد کے خاندان میں سے اور ایک فیصلہ کرنے والا عورت کے خاندان میں سے مقرر کرو، اگر یہ دونوں صلح کرنا چاہیں گے، تو اللہ ان دونوں میں موافقت کردے گا ، بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا اخبر دار ہے۔(نساء)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا، کہ اگر میاں بیوی کے آپس کے تعلقات خراب ہوجانے کا اندیشہ ہو، تو میاں بیوی دونوں کے خاندانوں میں سے ایک، ایک مرد فیصلہ کرانے کے لیے مقرر کیا جائے، جو ان کے درمیان صلح ،صفائی کی کوششیں کریں، اور زوجین کی زندگی کو معمول پر لائیں، اکثر فقہاء کے نزدیک فیصلہ کرانے والوں کی ذمہ داری صرف اتنی ہے، کہ وہ زوجین میں معاملات درست کروادیں، اگر وہ اس میں کامیاب ہوجائیں، تو بہت بہتر ہے، اور اگر وہ ناکام ہوجائیں، تو پھر زوجین خود ہی طلاق، خلع وغیرہ سے اپنے معاملات نمٹائیں، البتہ بعض فقہاء کے نزدیک فیصلہ کرانے والے، جن کو شریعت کی زبان میں حکم یا حکمین کہا جاتا ہے، اگر اس نتیجہ پر پہنچ جائیں، کہ اب زوجین میں نباہ ممکن نہ ہوسکے گا، تو ایسی صورت میں حکمین کو بھی خود سے زوجین کے درمیان

تفریق کرادینے کی اجازت ہے۔

مذکورہ آیت میں لفظ ''شقاق'' استعمال ہوا ہے، جس کا معنیٰ اختلاف، لڑائی، جھگڑا، وغیرہ ہے، جن فقہاء نے شقاق کی صورت میں نکاح ختم کرنے اختیار حکم کو نہیں دیا، انہوں اس معاملے میں مزید تفصیل کی ضرورت محسوس نہیں کی، البتہ جن فقہاء نے ایسی صورت میں تفریق کی اجازت دی ہے، انہوں نے اس میں تفصیل سے کلام کیا ہے، اور مزید بہت سی صورتوں کو شِقاق پر قیاس کرتے ہوئے، ان میں بھی تفریق کے مطالبہ کا حق دیا ہے ۔

## شدید مار، پیٹ اور شِقاق

عرب کے قبائل میں عورت کو کوئی وقعت اور اہمیت نہیں دی جاتی تھی، اسلام آنے کے بعد جب عورتوں کے حقوق بیان کے گئے، تو عورتوں کو اہمیت دی جانی لگی، خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

**كنا في الجاهلية لا نعد النساء شيئا، فلما جاء الإسلام وذكرهن الله، رأينا لهن بذلك علينا حقا** (صحيح بخاری، كتاب اللباس، باب ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يتجوز من اللباس والبسط، رقم الحديث 5843)

ترجمہ: ہم جاہلیت میں عورتوں کو کسی گنتی میں نہیں لاتے تھے، (بے وقعت سمجھتے تھے)، پھر جب اسلام آیا، اور اللہ نے ان کے حقوق کا ذکر کیا، تو اس سے ہم نے معلوم کیا، کہ ان کے ہمارے اوپر حقوق ہیں (بخاری)

جن احکامات سے عورتوں کے حقوق میں اضافہ ہوا، انہی ابتدائی تعلیمات میں سے ایک حکم یہ تھا، کہ عورتوں کو مارا نہ جائے، جب یہ حکم عام ہوا، تو جو خواتین پہلے مردوں سے ڈر کر اور دب کر رہتی تھیں، وہ جری ہو گئیں، کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منع فرمانے کی وجہ سے، ہمارے شوہر ہمیں ہاتھ بھی نہیں لگا سکتے، یہ حالات دیکھ شوہروں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیویوں کے حالات بتا کر، انہیں تنبیہ کی غرض سے مارنے کی اجازت چاہی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دیدی، اسی رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ستر کے قریب خواتین اپنے شوہروں کی طرف سے

پٹائی کی شکایات لے کرآئیں، گویا کہ جب اجازت ملی،تو بہت سے لوگوں نے پچھلا حساب کتاب بھی برابر کردیا، چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

**لا تَـضـرِبُـوا إمـاءَ الله ،فجاء عُمَرُ إلى رسولِ الله صلَّى الله عليه وسلم فقال: "ذَئِـرنَ النِّساء على أزواجِهِنَّ، فرخَّص في ضربهِنَّ،" فطافَ بآل رسـول الـله صلَّى الله عليه وسلم نساءٌ كثير، يشكونَ أزواجَهُنَّ، فقال الـنبي صلَّى الله عليه وسلم "لَقَد طَافَ بآل محمدٍ نساءٌ كثير يشكونَ أزواجَهُـنَّ، لَيـسَ أولئك بخيارِكُم"** (سنن ابی داؤد،كتاب الـنكاح ، باب في ضرب النساء،رقم الحديث2146)

ترجمہ:اللہ کی بندیوں کو نہ مارو!،تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ،اورعرض کیا،عورتیں شوہروں پر جری ہوگئیں ہیں(نافرمانی اورسینہ زوری کرتی ہیں)،تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مارنے کی اجازت دیدی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے پاس بہت سی عورتیں خاوندوں کی شکایت لے کر آئیں ،تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،محمد کے گھر والوں کے پاس بہت سی عورتیں اپنے شوہروں کی شکایت لے کرآئیں ہیں،تم میں ایسے لوگ بہترنہیں ہیں(ابوداؤد)

بعض روایات میں شکایت کرنے والی عورتوں کی تعداد ستّر آئی ہے،اور یہ بھی ذکر ہے،کہ یہ اسی رات کا واقعہ ہے جس رات کو اجازت دی گئی تھی۔

پھر قرآن مجید میں عورتوں کی نافرمانی پران کو تنبیہ کرنے کے تین مرحلے بتائے گئے، ہیں،اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

**وَالّٰتِـي تَـخَـافُـونَ نُشُـوزَهُـنَّ فَـعِـظُـوهُـنَّ وَاهْـجُـرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ** (سورة نساء،رقم الآية ٣٤)

ترجمہ:اوروہ عورتیں جن سے تمہیں نافرمانی کا اندیشہ ہو،انہیں سمجھاؤ،اورانہیں ان کے بستر میں تنہا چھوڑ دو،اورانہیں مارو(نساء)

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی نافرمانی پر پہلے سمجھانے، پھر بستر میں تنہا چھوڑنے اور پھر

آخری درجہ میں مارنے کے حکم کو برقرار رکھا،جس کی تشریح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبے میں ”ضربا غیر مبرح“ سے فرمائی ہے،یعنی مار ایسی شدید نہ ہو،جس سے خون نکل جائے، ہڈی ٹوٹ جائے،کوئی عضو ضائع ہو جائے،شکل وصورت بگھڑ جائے،اسی طرح چہرے پر مارنے سے بھی منع فرمایا،اورفرمایا”لاتضرب الوجه“ چہرے پر نہ مارو!،فقہاء نے چہرے کے علاوہ پیٹ اور ایسے عضو پر بھی مارنے سے منع فرمایا ہے،جس سے جان چلی جانے کا خوف ہو۔

آسان الفاظ میں اس مار سے مراد وہ مار ہے،جس میں شفقت بھی ہوتی ہے،اور غلطی سے باز رکھنا بھی مقصود ہوتا ہے،جیسے والد اپنے چھوٹے بچہ کو تمیز سکھانے کے لیے تنبیہ کرتا ہے ویسے ہی یہاں بھی حکم ہے،بیوی کو نقصان پہنچانا،تکلیف دینا،انتقام لینا،ذلیل کرنا مقصود نہیں ہے۔

اس حکم کے ساتھ ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف انداز سے عورتوں کو مار پیٹ کرنے کی حوصلہ شکنی فرمائی ہے چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

**لا يجلد أحدكم امرأته جلد العبد،**(صحيح بخارى،كتاب النكاح ، باب ما يكره من ضرب النساء،رقم الحديث5204)

ترجمہ:تم میں کوئی اپنی بیوی کو غلام کی طرح نہ مارے(بخاری)

بعض روایات میں جانور کی طرح مارنے کی ممانعت آئی ،کیونکہ اس سے نفرت جنم لیتی ہے،جو زوجین کے مابین تعلقات خراب ہونے کا باعث ہے،نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود کبھی بھی اس تیسرے درجہ کی اجازت پر عمل نہیں فرمایا،بلکہ اگر کسی زوجہ کو تنبیہ کی ضرورت محسوس فرمائی تو وعظ ونصیحت کی ،یا بستر سے الگ ہوگئے ،یا ترکِ کلام فرمایا،اپنے ہاتھ سے خود کبھی نہیں مارا،چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

**ما ضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا قط بيده، ولا امرأة، ولا خادما** (صحيح مسلم،كتاب الفضائل ، باب مباعدته صلى الله عليه وسلم للآثام واختياره من المباح، أسهله وانتقامه لله عند انتهاك حرماته،رقم الحديث79-2328)

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہیں مارا،نہ کسی بیوی کو،نہ ہی کسی خادم کو(مسلم)

www.idaraghufran.org

اسی وجہ سے فقہاء نے فرمایا ہے، اگر سمجھانے اور بستر الگ کرنے سے بیوی باز آجائے، تو اسے مارنا جائز نہیں ہے،، ان تمام رعایتوں کے ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی یہ سمجھے کے عورتیں بہت مظلوم ہیں یا ان کو مارنے کی اجازت دے کر کوئی ناانصافی کی گئی ہے، تو پھر تو شوہر کے بیوی پر قوّام (نگران ،ذمہ دار) ہونے کے کوئی معنیٰ ہی باقی نہیں رہ جاتے، اور وہی صورتِ حال پیدا ہوجائے گی، جس کی شکایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کی تھی۔اس بارے میں فقہاء کا کوئی اختلاف نہیں، کہ بلاوجہ بیوی کو مار پیٹ کرنا، انتہائی بداخلاقی، بدتہذیبی اور گناہ ہے، لیکن مار، پیٹ کی وجہ سے عورت کو نکاح ختم کرانے کا اختیار حاصل ہے یا نہیں، اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، اکثر فقہاء ایسی صورت میں یہ اختیار حاصل ہونے کے قائل نہیں ہیں، بلکہ وہ اس ظلم سے بچنے کے متبادل طریقے بتاتے ہیں، جبکہ بعض علماء ایسی صورت میں بھی تفریق کا اختیار حاصل ہونے کے قائل ہیں، اگر کسی خاتون کو شوہر سے مار پیٹ کی شکایت ہو، تو وہ اپنا مقدمہ عدالت میں دائر کر کے، اس ظلم کو ثابت کرنے کے بعد نکاح ختم کرانے کی درخواست دے سکتی ہے، بہت سے اسلامی ممالک نے اس قول پر عمل کرتے ہوئے ،اپنے ملکی قانون میں مار پیٹ کی وجہ سے تفریق کی شق کو شامل کیا ہے۔(جاری ہے............)

www.idaraghufran.org

## علمِ دین کی طلب کا سفر، جنت کی سہولت کا باعث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

**وَمَنْ سَلَکَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ الْعِلْمَ سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ إِلَى الْجَنَّةِ طَرِيقًا وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللّٰهِ يَتَعَاطَوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ** (شعب الإيمان، رقم الحديث 1572)

ترجمہ: اور جو شخص کسی راستے پر چلا، جس میں وہ علم کو تلاش کر رہا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کی طرف راستے کو سہل بنا دیتے ہیں، اور جو قوم بھی اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر کتاب اللہ کو ایک دوسرے سے حاصل کرتی (سیکھتی) ہے، اور باہم درس وتدریس کرتی ہے، تو ان لوگوں پر سکینہ نازل ہوتا ہے، اور ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں، اور ان کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے، اور ان کا ذکر اللہ تعالیٰ اپنے پاس کی مخلوق (یعنی فرشتوں) میں کرتے ہیں (شعب الایمان)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علمِ دین کی طلب کے لیے نکلنا، جنت کی طرف جانے والے راستوں میں سے ایک راستہ ہے، اور دین کا کسی بھی طرح کا علم حاصل کرنے والوں کے لیے اللہ جنت کے راستے پر چلنا آسان بنا دیتے ہیں، اگرچہ دین کا ایک مسئلہ ہی سیکھنے کے لیے نکلا جائے۔

# محبوب ترین کلمات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ، خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي المِيزَانِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ العَظِيمِ** (بخاری، رقم الحديث 7563)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو کلمے رحمٰن کو محبوب ہیں، زبان پر ہلکے ہیں، میزانِ عمل میں بھاری ہیں (وہ دو کلمے یہ ہیں کہ)

**"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ العَظِيمِ"**

(بخاری)

مذکورہ حدیث میں دو ایسے کلمات کا ذکر کیا گیا ہے کہ جو انتہائی جامع اور مفید کلمات ہیں، اور ان کلمات کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ یہ کلمات اللہ تعالیٰ کو انتہائی محبوب ہیں، اور ان کلمات کو زبان سے اداء کرنا بہت آسان اور جلدی ہوتا ہے، مگر ان کے اتنے سہل اور آسان ہونے کے باوجود، ان کا اجر وثواب دوسرے اعمال کے مقابلے میں، میزانِ عمل میں بہت بھاری ہے۔

اس لیے ان کلمات کو یاد کرنا، اور اپنی دعاؤں اور ذکر کا حصہ بنانا، انتہائی فائدہ مند، اور رحمٰن باری تعالیٰ کی رضا کے ساتھ ساتھ، بہت سی رحمتوں اور دنیاوی واخروی فائدوں کے حصول کا ذریعہ کا ہے۔

www.idaraghufran.org

# قربِ قیامت کی ایک اہم علامت

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ اللّٰهَ لا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ، وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتّٰى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوْا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوْا وَأَضَلُّوْا** (بخاری، رقم الحدیث ۱۰۰)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ بندوں (کے سینوں سے) نکال لے، بلکہ علماء کو موت دیکر علم کو اٹھائے گا، یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے، اوران سے (دینی مسائل) پوچھے جائیں گے، اور وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے، اور دوسرں کو بھی گمراہ کریں گے (بخاری)

اس حدیث میں قربِ قیامت کی اہم علامت کا ذکر کیا گیا ہے کہ جب فتنے عام ہوجائیں گے، تو اللہ تعالیٰ اہلِ علم حضرات کو اس دنیا سے اٹھالے گا، تو لوگ جہلاء اور بیوقوف لوگوں کو اپنا علمی وعملی پیشوا بنالیں گے، اوران سے دینی مسائل اور رہنمائی حاصل کرنا شروع کردیں گے، جس کی وجہ سے یہ لوگ خود تو گمراہ ہوں گے ہی، مگر دوسروں کی گمراہی کا سبب بھی بنیں گے۔

# مختلف قسم کے شرور سے حفاظت کی مسنون دعاء

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت سے پہلے فتنے اس قدر سنگین اور اتنی تعداد میں ہوں گے کہ یہ اندھیری رات کے ٹکڑوں کی مانند امنڈ آئیں گے کہ جس طرح اندھیری رات میں کسی کو شناخت کرنا ممکن نہیں ہوتا، اسی طرح اس وقت نیکی و بدی کے درمیان فرق مشکل ہوجائے گا۔

چنانچہ ان حالات میں احادیث میں مذکورہ دعاؤں کا اہتمام نہایت فائدہ مند، اور بابرکت عمل ہے، جن میں سے ایک دعا درج ذیل بھی ہے:

**اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا، وَّفِيْ لِسَانِيْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ فِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ فِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ مِنْ خَلْفِيْ نُوْرًا، وَمِنْ أَمَامِيْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا، وَمِنْ تَحْتِيْ نُوْرًا، اَللّٰهُمَّ أَعْطِنِيْ نُوْرًا** (مسلم، رقم الحديث 763''191'')

ترجمہ: اے اللہ! میرے دل میں نور کردیجئے، اور میری زبان میں نور کردیجئے۔
اور میرے کانوں میں نور کردیجئے، اور میری آنکھوں میں نور کردیجئے۔
اور میرے پیچھے نور کردیجئے، اور میرے آگے نور کردیجئے۔
اور میرے اوپر نور کردیجئے، اور میرے نیچے نور کردیجئے۔
اے اللہ! مجھے نور عطا فرمادیجئے (مسلم)

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا صبح بیداری کے وقت پڑھا کرتے تھے۔

www.idaraghufran.org

**آپ کے دینی مسائل کا حل** ادارہ

# ''مجہول'' صحابی کی روایت کا حکم

## سوال:

بعض علماء سے سنا ہے کہ احادیث وروایت کی اسناد میں جس صحابی کا بھی ذکر آ جائے، اس کے ''ثقہ'' اور ''عادل'' ثابت ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی، کیونکہ تمام صحابۂ کرام ''ثقہ وعادل'' ہیں۔
اس کی کیا حقیقت ہے، اوراس کا ثبوت کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## جواب:

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی صداقت وعدالت کے بارے میں بہت سی آیات اوراحادیثِ نبوی وارِد ہوئی ہیں، جن کی تفصیل کا تو یہ موقع نہیں، البتہ چند آیات وروایات ذکر کی جاتی ہیں۔

سورہ حشر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

**لِلْفُقَرَآءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ أُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ أُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ. وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ** (سورة الحشر، رقم الآيات ٨و٩)

ترجمہ: (وہ غنیمت میں حاصل شدہ مال) ان فقیر مہاجرین کے لیے ہے، جن کو ان کے گھروں اور مالوں سے نکال دیا گیا، جو اللہ کے فضل اوراس کی رضا کو تلاش کرتے ہیں، اور اللہ اوراس کے رسول کی نصرت کرتے ہیں، یہی لوگ سچے ہیں۔ اور (ان لوگوں کے لئے بھی ہے) جو ان مہاجرین کی آمد سے پہلے ہی ایمان لا کر

دارالہجرت (یعنی مدینہ) میں مقیم تھے، یہ محبت کرتے ہیں، ان لوگوں سے جوان کی طرف ہجرت کرکے آتے ہیں، اوراپنے سینوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے ان چیزوں سے جوان کو عطا کردی جائیں، اوراپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ وہ اپنی جگہ خودفاقہ میں ہوں، اور جو شخص اپنے نفس کی تنگی سے بچالیا گیا، پس وہی لوگ ہیں، فلاح پانے والے (سورہ حشر)

مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے مہاجراورانصار دونوں قسم کے صحابۂ کرام کی فضیلت بیان فرمائی ہے، جنہوں نے اپنے گھر باراور مال ودولت چھوڑ کراللہ کی رضا کے لئے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، اور جو پہلے سے مدینہ میں ایمان کی حالت میں مقیم تھے، ان کواللہ تعالیٰ نے سچا اور کامیاب قراردیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

مَا كَانَ خُلُقٌ أَبْغَضَ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكَذِبِ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَكْذِبُ عِنْدَهُ الْكَذْبَةَ، فَمَا تَزَالُ فِيْ نَفْسِهٖ حَتّٰى يَعْلَمَ اَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ مِنْهَا تَوْبَةً (صحیح ابنِ حبان، رقم الحدیث ۵۷۳۶، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الکذب)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹ سے زیادہ کوئی (بُری) عادت مبغوض وناپسندیدہ نہیں تھی، اور جو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی جھوٹ بولتا تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اس جھوٹ کا اثر اس وقت تک قائم رہتا تھا، جب تک کہ یہ معلوم نہیں ہوجاتا تھا کہ اس نے جھوٹ سے توبہ کرلی ہے (ابنِ حبان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنَّا وَاللّٰهِ مَا كُنَّا نَكْذِبُ، ولاَ نَدْرِىْ مَا الْكَذِبُ (مسند البزار، رقم الحدیث ۶۲۸۸) [1]

ترجمہ: بے شک ہم اللہ کی قسم جھوٹ نہیں بولتے، اور نہ ہی یہ جانتے ہیں کہ جھوٹ کیا

[1] قال الهيثمي: رواه البزار ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۸۰۷۷، باب تحريم الخمر)

www.idaraghufran.org

ہوتا ہے(بزار)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

**إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ** (بخاری، رقم الحديث ٣٦١١)

ترجمہ: جب میں تمہارے سامنے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کروں،تو مجھے آسمان سے گرنا زیادہ پسند ہے، بہ نسبت اس کے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھوں (بخاری)

اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں،اورآپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں جھوٹ سے بہت زیادہ اجتناب اورنفرت پائی جاتی تھی۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ بِالْجَابِيَةِ، فَقَالَ:قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامِيْ فِيْكُمْ، فَقَالَ:اِسْتَوْصُوْا بِأَصْحَابِيْ خَيْرًا، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ،ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَبْتَدِءُ بِالشَّهَادَةِ قَبْلَ أَنْ يُّسْأَلَهَا** (مسند احمد، رقم الحديث ١١٤ ،سنن الترمذی،رقم الحديث ٢١٦٥ ، باب ما جاء فی لزوم الجماعة)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جابیہ کے مقام پر ہمیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان اسی مقام پر کھڑے ہوئے تھے، جس مقام پر میں ہوں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم میرے صحابۂ کرام کے متعلق خیر کی وصیت حاصل کرلو، پھر ان سے متصل آنے والوں (یعنی تابعین) کے متعلق،اور پھر ان سے متصل آنے والوں (یعنی تبع تابعین) کے متعلق، پھر جھوٹ پھیل جائے گا، یہاں تک کہ ایک آدمی گواہی طلب کئے بغیر گواہی دے گا (مسند احمد،ترمذی)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**أَنَّ عُـمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَامَ بِالْجَابِيَةِ خَطِيبًا، فَقَالَ:إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِيْنَا مَقَامِيْ فِيْكُمْ فَقَالَ:أَكْرِمُوْا أَصْحَابِيْ؛ فَإِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ، ثُمَّ الَّـذِيْـنَ يَـلُـوْنَهُـمْ، ثُـمَّ الَّـذِيْـنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ يَظْهَرُ الْكَذِبُ حَتّٰى يَحْلِفَ الْـإِنْسَـانُ عَلَى الْيَمِيْنِ لَا يُسْأَلُهَا، وَيَشْهَدَ عَلَى الشَّهَادَةِ لَا يُسْأَلُهَا** (مصنف عبدالرزاق،رقم الحديث ٢٠٧١٠)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جابیہ کے مقام پر ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اس جگہ کھڑے ہوکر یہ بات فرمائی تھی کہ تم میرے صحابہ کا اکرام کرنا، کیونکہ بے شک وہ تم میں بہترین حضرات ہیں، پھر ان سے متصل آنے والے (یعنی تابعین) بہتر ہیں ،اور پھر ان سے متصل آنے والے(یعنی تبع تابعین) بہتر ہیں، پھر اس کے بعد جھوٹ رواج پکڑ جائے گا، یہاں تک کہ انسان قسم لئے بغیر حلف اٹھائے گا اور گواہی دینے والا گواہی طلب کئے بغیر گواہی دے گا (عبدالرزاق)

مذکورہ احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ خصوصیت کے ساتھ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بہت مکرم ہیں، اوران کا زمانہ خیر والا زمانہ ہے، جس میں سچ اور خیر کا غلبہ ہے، اسی وجہ سے احادیث میں خیرُ القرون کے بعد کے زمانہ میں جھوٹی حدیثیں گھڑنے والوں کے پیدا ہونے کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**قَـالَ رَسُـوْلُ الـلّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَكُوْنُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَـذَّابُـوْنَ، يَـأْتُـوْنَـكُـمْ مِنَ الْأَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا أَنْتُمْ، وَلَا آبَاؤُكُمْ، فَـإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ، لَا يُضِلُّوْنَكُمْ، وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ** (مسلم، مقدمة، رقم الحديث ٧، باب في الضعفاء والكذابين ومن يرغب عن حديثهم)

ترجمہ: آخری زمانے میں مکروفریب کرنے والے جھوٹے لوگ ہوں گے، جو تمہارے سامنے نئی نئی باتیں (اور جھوٹی حدیثیں) پیش کریں گے، جو نہ تو تم نے سُنی ہوں گی اور نہ

تمہارے آباءواَجداد نے سُنی ہوں گی، تم ان لوگوں سے اپنے آپ کو بچا کر رکھنا اور اُن کو اپنے سے دُور رکھنا، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اور تمہیں کسی فتنہ میں نہ ڈال دیں (مسلم)

اسی وجہ سے جمہور اہلُ السنۃ والجماعۃ کے نزدیک حق بات یہ ہے کہ احادیث وروایات کی اسناد میں مذکور تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ''عادل وثقہ'' ہیں، اور ان کا ''مجہول'' اور ''غیرمعروف'' ہونا، احادیث وروایات کی سند میں کمزوری کا باعث نہیں، اِلَّا یہ کہ کسی شخصیت کا صحابی ہونا ہی ثابت نہ ہو۔

چنانچہ ''فیضُ القدیر للمناوی'' میں ہے کہ:

**جهالة الصحابی لا تضر لأنهم عدول** (فیض القدیر للمناوی، ج۲ص ۴۰۲، تحت رقم الحدیث ۲۱۴۶)

ترجمہ: صحابی کی ''جہالت'' مُضِر نہیں، کیونکہ وہ عادل ہیں (فیض القدیر)

اور ''فیضُ القدیر للمناوی'' ہی میں ایک مقام پر ہے کہ:

**ولا يقدح جهالة الصحابی لأن الصحب كلهم عدول** (فیض القدیر للمناوی، ج۵ص ۲۸۴، تحت رقم الحدیث ۷۳۰۹)

ترجمہ: اور صحابی کا ''مجہول'' ہونا (احادیث کی اسناد میں)، قدح (وجرح) کا باعث نہیں، کیونکہ تمام صحابہ عادل ہیں (فیض القدیر)

اور ''صحیحُ البخاری'' کی شرح ''عمدةُ القاری'' میں ہے کہ:

**وفيه: صحابی مجهول، ولكن جهالة الصحابی لا تضر صحة الإسناد** (عمدة القاری للعینی، ج۶ ص ۱۵۱، کتاب مواقیت الصلاة، باب وضوء الصبیان ومتی یجب علیهم الغسل والطهور وحضورهم الجماعة والعیدین والجنائز وصفوفهم)

ترجمہ: اور اس روایت میں مجہول صحابی ہیں، لیکن صحابی کی جہالت، سند کے صحیح ہونے میں مُضِر نہیں (عمدۃ القاری)

اور ''مرقاةُ المفاتیح شرح مشکاةُ المصابیح'' میں ہے کہ:

**جهالة الصحابی لا تضر، فإن الصحابة كلهم عدول** (مرقاة المفاتیح، ج۸ص ۳۳۱۱، کتاب الآداب، باب استحباب المال والعمر للطاعة)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: صحابی کی جہالت مُضِر نہیں، کیونکہ صحابہ سب کے سب عادل ہیں (مرقاۃ المفاتیح)

نیز”مرقاۃُ المفاتیح شرح مشکاۃُ المصابیح“میں ہی ایک مقام پر ہے کہ:

سبق أن إبهام الصحابی لا یضر ;لأن الأصح ;بل الصواب أن الصحابة کلهم عدول، ومن وقع له منهم زلة وفقه الله للتوبة ببرکة ما حل علیه من الصحبة، ولو باللحظة(مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، ج۴،ص ۱۳۱۴،باب من لا تحل له المسألة ومن تحل له)

ترجمہ: یہ بات گزر چکی ہے کہ صحابی کا مبہم ہونا،مُضِر نہیں، کیونکہ زیادہ صحیح، بلکہ درست بات یہ ہے کہ صحابۂ کرام سب کے سب عادل ہیں،اوران میں سے جس کی طرف سے کوئی خطاء واقع ہوئی،تو اللہ نے اس کوصحبت کی برکت سے،اگر چہ ایک لمحہ کی ہو،توبہ کی توفیق عطاء فرمادی(مرقاۃ المفاتیح)

اور”عونُ المعبود شرح سنن ابی داؤد “میں ہے کہ:

جهالة الصحابی مغتفرة عند الجمهور وهو الحق (عون المعبود شرح سنن ابی داؤد، ج۳ص۷۹، کتاب الرکوع والسجود، باب الدعاء فی الصلاة)

ترجمہ: صحابی کی جہالت جمہور کے نزدیک نا قابلِ التفات ہے،اوریہی حق ہے(عونُ المعبود)

اور”مرعاۃُ المفاتیح شرح مشکاۃُ المصابیح“میں ہے کہ:

جهالة الصحابی لا تضر فی الخبر حیث کلهم عدول، قال النووی فی التقریب: الصحابة کلهم عدول من لابس الفتن وغیرهم بإجماع من یعتد به –انتهی .وارجع إلی التدریب (204)

والمراد بالعدالة فی قولهم "الصحابة کلهم عدول "هو التجنب عن تعمد الکذب فی الروایة والانحراف فیها بارتکاب ما یوجب عدم قبولها، کما صرح بذلک الشاه عبد العزیز الدهلوی فی بعض إفادته .

www.idaraghufran.org

قال السخاوی فی فتح المغیث: قال ابن الأنباری: لیس المراد بعدالتهم ثبوت العصمة لهم واستحالة المعصیة منهم، وإنما المراد قبول روایاتهم من غیر تکلف البحث عن أسباب العدالة وطلب التزکیة إلا أن یثبت ارتکاب قادح، ولم یثبت ذلک انتهی .وارجع إلی ظفر الأمانی فی مختصر الجرجانی (ص 312، 311) (مرعاة المفاتیح، ج ۱ ص ۲۱۱، کتاب الإیمان، باب الإیمان بالقدر)

ترجمہ: صحابی کی جہالت حدیث میں مضر نہیں، کیونکہ وہ سب عادل ہیں، امام نووی نے ''التقریب'' میں فرمایا کہ صحابہ سب کے سب عادل ہیں، خواہ وہ لابسِ فتن ہوں، یا دوسرے ہوں، اس بات پر ان سب حضرات کا اجماع ہے، جن حضرات کا اجماع میں اعتبار کیا جاتا ہے، اور''التدریب'' کی طرف بھی رجوع کیا جاسکتا ہے۔

اور محدثین کے تمام صحابۂ کرام کو''عدول'' قرار دینے میں عدالت سے مراد، روایت میں جان بوجھ کر جھوٹ بولنے سے اجتناب کرنا، اور ان چیزوں کے ارتکاب سے بچنا ہے، جو روایت کے قبول نہ ہونے کا باعث بنتی ہیں، جیسا کہ اس کی شاہ عبدالعزیز دہلوی نے اپنے بعض افادات میں تصریح فرمائی ہے۔

امام سخاوی نے''فتح المغیث''میں فرمایا کہ ابنُ الانباری نے فرمایا ہے کہ صحابۂ کرام کی عدالت سے مراد، ان کے لیے عصمت کا ثبوت اور ان سے معصیت کا محال ہونا نہیں ہے، بلکہ ان کی روایات کو عدالت کے اسباب اور طلبِ تزکیہ کی بحث کے تکلف کے بغیر قبول کرنا مراد ہے، الّا یہ کہ کسی باعثِ ردوقدح چیز کا ارتکاب ثابت ہو، جبکہ یہ ثابت نہیں، مزید تفصیل کے لیے''ظفر الامانی فی مختصر الجرجانی'' کی طرف رجوح کیا جاسکتا ہے (مرعاۃ المفاتیح)

اور''نیلُ الأوطار''میں ہے کہ:

جهالة الصحابی مغتفرة عند الجمهور وهو الحق (نیل

www.idaraghufran.org

الأوطار، ج۲، ص ۳۸۱، أبواب ما يبطل الصلاة وما يكره ويباح فيها باب النهى عن الكلام فى الصلاة، باب المصلى يدعو ويذكر الله إذا مر بآية رحمة أو عذاب أو ذكر)

ترجمہ: صحابی کی جہالت جمہور کے نزدیک ناقابلِ اعتبار ہے، اور یہی حق ہے (نیل الاوطار)

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کے فتاویٰ میں ہے کہ:

حدیث کی روایت میں یہ ثابت ہے کہ صحابہ سب عادل ہیں اور کسی دوسرے امر میں قطعی طور پر عادل ہونا مراد نہیں، حدیث کی روایت میں جس عدالت کا اعتبار ہے، اس سے مراد پرہیز کرنا، روایت میں قصداً دروغ کہنے سے پرہیز کرنا ہے، اور پرہیز کرنا اس بات سے کہ اس سے روایت میں انحراف ہونے کا خوف ہو، ہم نے سب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت کی تحقیق کی، یہاں تک کہ ان صحابہ کی جو کہ فتنہ اور باہمی مخالفت میں مبتلا ہوئے تھے، ان کی سیرت کی بھی تحقیق کی، تو میں نے سب صحابہ کو ایسا پایا کہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ جو بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فرمائی ہو، اس بات کی نسبت جناب آنحضرت صلی اللہ کی طرف کی جائے، نہایت سخت گناہ ہے، اور ایسی بات کہنا کہ جو بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فرمائی ہو اور جو حقیقت نہ ہو، اس بات سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نہایت پرہیز کرتے تھے (فتاویٰ عزیزی، ص: ۳۶۲، بابُ العقائد، بعنوان: الصحابہ کلہم عدول کی تشریح، مطبوعہ: ایچ ایم سعید کمپنی، طبعِ جدید: ۱۴۱۲ہجری)

اور جناب ناصرالدین البانی صاحب لکھتے ہیں کہ:

**وأما جهالة الصحابى فلا تضر قطعا لأنهم عدول** (سلسلة الاحاديث الصحيحة، ج۴ ص ۲۷۵، تحت رقم الحديث ۱۷۰۰)

ترجمہ: اور صحابی کی جہالت قطعاً مضر نہیں، کیونکہ صحابۂ کرام عادل ہیں (سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ:

**ومعلوم أن جهالة الصحابى لا تضر؛ لأنهم كلهم عدول عند أهل**

السنة(سلسلة الاحاديث الصحيحة، ج٧ص ١٢٩١، تحت رقم الحديث ٣١٠٧)

ترجمہ: اور یہ بات معلوم ہے کہ صحابی کی جہالت مضر نہیں، کیونکہ وہ اہل السنۃ کے نزدیک عادل ہیں (سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ)

دیگر بہت سے اہلِ علم حضرات نے بھی یہی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ ۱؎

فقط وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَ عِلْمُہٗ أَتَمُّ وَ أَحْکَمُ

محمد رضوان خان

06/ جمادی الاخریٰ/ 1442ہجری۔ بمطابق 20/جنوری/ 2021ء بروز بدھ

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

---

۱؎ والعدول الثقات غير معصومين من الخطأ(عمدة القارى شرح صحيح البخارى، ج١٤، ص١٠٧، باب من أتاه سهم غرب فقتله)

واستدل بها على أن من الصحابة رضى الله تعالى عنهم من ليس بعدل لأن الله تعالى أطلق الفاسق على الوليد بن عقبة فيها، فإن سبب النزول قطعي الدخول وهو صحابي بالاتفاق فيرد بها على من قال :إنهم كلهم عدول ولا يبحث عن عدالتهم في رواية ولا شهادة.

وهذا أحد أقوال في المسألة وقد ذهب إليه الأكثر من العلماء السلف والخلف .

وثانيها أنهم كغيرهم فيبحث عن العدالة فيهم في الرواية والشهادة إلا من يكون ظاهرها أو مقطوعها كالشيخين.

وثالثها أنهم عدول إلى قتل عثمان رضى الله تعالى عنه ويبحث عن عدالتهم من حيث قتله لوقوع الفتن من حينئذ وفيهم الممسك عن خوضها .

ورابعها أنهم عدول إلا من قاتل عليا كرم الله تعالى وجهه لفسقه بالخروج على الإمام الحق وإلى هذا ذهبت المعتزلة.

والحق ما ذهب إليه الأكثرون وهم يقولون :إن من طرأ له منهم قادح ككذب أو سرقة أو زنا عما بمقتضاه في حقه إلا أنه لا يصر على ما يخل بالعدالة بناء على ما جاء في مدحهم من الآيات والأخبار وتواتر من محاسن الآثار، فلا يسوغ لنا الحكم على من ارتكب منهم مفسقا بأنه مات على الفسق .ولا ننكر أن منهم من ارتكب في حياته مفسقا لعدم القول بعصمتهم وأنه كان يقال له قبل توبته فاسق لكن لا يقال باستمرار هذا الوصف فيه ثقة ببركة صحبة النبي صلى الله عليه وسلم ومزيد ثناء الله عز وجل عليهم كقوله سبحانه وكذلك جعلناكم أمة وسطا (البقرة143 ) أى عدولا وقوله سبحانه :كنتم خير أمة أخرجت للناس (آل عمران: 110) إلى غير ذلك، وحينئذ إن أريد بقوله :إن من الصحابة من ليس بعدل ان منهم من ارتكب في وقت ما ما ينافي العدالة فدلالة الآية عليه مسلمة لكن ذلك ليس محل النزاع، وإن أريد به أن منهم من استمر على ما ينافي العدالة فدلالة الآية عليه غير مسلمة كما لا يخفى(روح المعانى، ج١٣، ص٢٩٩، سورة الحجرات)

www.idaraghufran.org

**کیا آپ جانتے ہیں؟**

مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

# اللہ کے لیے محبت اور روافض کا اہلِ بیت کے متعلق غلو

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ لِلّٰهِ، وَأَبْغَضَ لِلّٰهِ، وَأَعْطٰى لِلّٰهِ، وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيْمَانَ (سنن أبی داود، رقم الحديث ۴۶۸۱، كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الإيمان ونقصانه)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اللہ کے لیے محبت کی، اور اللہ ہی کے لیے بغض رکھا، اور اللہ ہی کے لیے دیا، اور اللہ ہی کے لیے منع کیا، تو اس نے اپنے ایمان کو مکمل کرلیا (سنن ابی داؤد)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّ أَوْثَقَ عُرَى الْإِيْمَانِ أَنْ تُحِبَّ فِي اللّٰهِ، وَتُبْغِضَ فِي اللّٰهِ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۸۵۲۴)

ترجمہ: ایمان کا سب سے مضبوط حلقہ یہ ہے کہ آپ اللہ کے سلسلے میں محبت رکھیں، اور اللہ کے سلسلے میں بغض رکھیں (مسند احمد)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ، وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ (سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۴۵۹۹، كتاب السنة، باب مجانبة أهل الأهواء وبغضهم)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال میں سب سے زیادہ افضل عمل،

www.idaraghufran.org

اللہ کے سلسلے میں محبت رکھنا اور اللہ کے سلسلے میں بغض رکھنا ہے(ابوداؤد)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کے لیے محبت رکھنا، بہت بڑی فضیلت کا باعث ہے، اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والوں سے محبت رکھی جائے، اور نافرمانوں سے محبت نہ رکھی جائے، اسی وجہ سے اگر یہ محبت اللہ کے بجائے، محض اپنے قلب کے میلان، یا لِلّٰه فی اللّٰه ہونے کے بجائے، کسی دوسری غرض پر مبنی ہو، تو پھر مذکورہ فضائل مرتب نہیں ہوتے، جیسا کہ اہلِ تشیع واہلِ روافض کو مخصوص اہلِ بیت سے تو محبت ہے، لیکن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر محبوب شخصیات سے محبت نہیں ہے۔

(کذا فی :فیض القدیر للمناوی، تحت رقم الحدیث۸۳۰۸)

یہی بات خاندانِ نبوت سے محبت میں غلو کرنے والے روافض کے متعلق اہلِ بیت کے ایک چشم وچراغ، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے، حضرت حسن بن حسن رحمہ اللہ نے فرمائی۔

چنانچہ ابوبکر احمد بن ابی خیثمہ (المتوفیٰ:279ھ) اپنی ’’التاریخ الکبیر ‘‘میں روایت کرتے ہیں کہ:

أَخْبَرَنَا مُصْعَبٌ؛ قَالَ :عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ حَسَنِ بْنِ حَسَنِ بْنِ عَلِيّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ؛ أُمَّهُ :فَاطِمَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ.

قَالَ :وَكَانَ الْفُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوْق يَقُوْلُ :سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ الْحَسَنِ يَقُوْلُ لِرَجُلٍ يَغْلُوْا فِيْهِمْ :وَيْحَكُمْ أَحِبُّوْنَا لِلّٰهِ، فَإِنْ أَطَعْنَا اللّٰهَ فَأَحِبُّوْنَا، وإِنْ عَصَيْنَا اللّٰهَ فَأَبْغِضُوْنَا، فَلَوْ كَانَ اللّٰهُ نَافِعًا أَحَدًا لِقَرَابَتِهٖ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغَيْرِ طَاعَةٍ؛ لَنَفَعَ بِذٰلِكَ أَبَاهُ وَأُمَّهُ، قُوْلُوْا فِيْنَا الْحَقَّ فَإِنَّهُ أَبْلَغُ فِيْمَا تُرِيْدُوْنَ، وَنَحْنُ نَرْضٰى بِهٖ مِنْكُمْ(التاريخ الكبير المعروف بتاريخ ابن أبي خيثمة ، ج۲،ص۹۱۲ ،رقم الحديث۳۸۷۲)

ترجمہ: ہمیں مصعب (بن عبداللہ) نے خبر دی، انہوں نے فرمایا کہ عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب، جن کی والدہ فاطمہ بنتِ حسین بن علی بن ابی طالب ہیں، نے فرمایا کہ فضیل بن مرزوق نے فرمایا کہ میں نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے) حضرت حسن بن حسن سے سنا، وہ ایک آدمی کو فرمارہے تھے، جو اُن کے متعلق

غلو کرتا تھا کہ تمہارا ناس ہو، تم ہم سے اللہ کے لیے محبت کرو، پس اگر ہم اللہ کی اطاعت کریں، تو تم ہم سے محبت کرو، اور اگر ہم اللہ کی نافرمانی کریں، تو تم ہم سے بغض رکھو، پس اگر اللہ کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت ورشتہ داری کی وجہ سے بغیر طاعت کے نفع پہنچاتا، تو اس قرابت ورشتہ داری کی وجہ سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد، اور آپ کی والدہ کو ضرور نفع پہنچاتا، تم ہمارے متعلق حق بات کہو، یہ تمہارے مقصود کو حاصل کرنے کا عمدہ ذریعہ ہے، اور اسی چیز کی وجہ سے ہم تم سے راضی ہو سکتے ہیں (التاریخ الکبیر)

مذکورہ روایت کے تمام راوی معتبر ہیں۔

اور ابو جعفر محمد بن عاصم ثقفی اصبہانی (المتوفی:262ھ) نے شبابہ بن سوار سے اور انہوں نے فضیل بن مرزوق سے درج ذیل الفاظ میں روایت کیا ہے کہ:

سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ الْحَسَنِ أَخَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَسَنِ وَهُوَ يَقُوْلُ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يَغْلُوْ فِيْهِمْ: وَيْحَكُمْ أَحِبُّوْنَا لِلّٰهِ، فَإِنْ أَطَعْنَا اللّٰهَ فَأَحِبُّوْنَا وَإِنْ عَصَيْنَا اللّٰهَ فَأَبْغِضُوْنَا .قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: إِنَّكُمْ ذُوْ قَرَابَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَهْلُ بَيْتِهِ فَقَالَ: وَيْحَكُمْ لَوْ كَانَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ نَافِعًا بِقَرَابَةٍ مِنْ رَسُوْلِهِ بِغَيْرِ عَمَلٍ بِطَاعَتِهِ لَنَفَعَ بِذٰلِكَ مَنْ هُوَ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنَّا أَبَاهُ وَأُمَّهُ، وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَخَافُ أَنْ يُّضَاعَفَ لِلْعَاصِيْ مِنَّا الْعَذَابَ ضِعْفَيْنِ، وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ يُؤْتَى الْمُحْسِنُ مِنَّا أَجْرَهُ مَرَّتَيْنِ .قَالَ: ثُمَّ قَالَ: لَقَدْ أَسَاءَ بِنَا آبَاؤُنَا وَأُمَّهَاتُنَا إِنْ كَانَ آبَاؤُنَا مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ، ثُمَّ لَمْ يُخْبِرُوْنَا بِهِ وَلَمْ يُطْلِعُوْنَا عَلَيْهِ، وَلَمْ يُرَغِّبُوْنَا فِيْهِ، فَنَحْنُ وَاللّٰهِ كُنَّا أَقْرَبَ مِنْهُمْ قَرَابَةً مِنْكُمْ وَأَوْجَبَ عَلَيْهِمْ حَقًّا وَأَحَقَّ بِأَنْ يُرَغِّبُوْنَا فِيْهِ مِنْكُمْ، وَلَوْ كَانَ الْأَمْرُ كَمَا تَقُوْلُوْنَ أَنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ اخْتَارَا عَلِيًّا لِهَذَا الْأَمْرِ وَالْقِيَامِ عَلَى النَّاسِ بَعْدَهُ، إِنْ كَانَ عَلِيٌّ لَأَعْظَمَ النَّاسِ فِيْ ذٰلِكَ خَطِيْئَةً وَجُرْمًا؛ إِذْ تَرَكَ

أَمَرَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقُوْمَ فِيْهِ كَمَا أَمَرَهُ أَوْ يَعْذِرَ فِيْهِ إِلَى النَّاسِ .قَالَ: فَقَالَ لَهُ الرَّافِضِيُّ: أَلَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ قَالَ: أَمَا وَاللّٰهِ أَنْ لَوْ يَعْنِيُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ الْإِمْرَةَ وَالسُّلْطَانَ وَالْقِيَامَ عَلَى النَّاسِ لَأَفْصَحَ لَهُمْ بِذٰلِكَ كَمَا أَفْصَحَ لَهُمْ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَلَقَالَ لَهُمْ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هٰذَا وَلِيُّ أَمْرِكُمْ مِنْ بَعْدِيْ، فَاسْمَعُوْا لَهُ وَأَطِيْعُوْا، فَمَا كَانَ مِنْ وَرَاءِ هٰذَا شَيْءٌ، فَإِنَّ أَنْصَحَ النَّاسِ كَانَ لِلْمُسْلِمِيْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (جزء محمد بن عاصم الثقفي الأصبهاني،ص ۱۲۵،۱۲۶ ،رقم الرواية ۴۲،تحت ترجمة "شبابة بن سوار")

ترجمہ: میں نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے) حضرت حسن بن حسن سے، جو کہ عبداللہ بن حسن کے بھائی ہیں، ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا، جو ان کے متعلق غلو کرتا تھا کہ تمہارا ناس ہو، تم ہم سے اللہ کے لیے محبت کرو، پس اگر ہم اللہ کی اطاعت کریں، تو تم ہم سے محبت کرو، اور اگر ہم اللہ کی نافرمانی کریں، تو تم ہم سے بغض رکھو، تو آپ سے ایک آدمی نے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار واہلِ بیت ہو (اس لیے ہم آپ سے محبت کرتے ہیں) اس پر حضرت حسن بن حسن فرمایا کہ تمہارا ناس ہو، اگر اللہ عزوجل اپنے عملِ اطاعت کے بغیر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت ورشتہ داری کی وجہ سے، کسی کو نفع پہنچانے والا ہوتا، تو یقیناً اس کا نفع ان شخصیات کو ضرور پہنچاتا، جو ہمارے مقابلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قرابت دار ہیں، یعنی آپ کے والد اور والدہ، اور اللہ کی قسم مجھے اس بات کا خوف ہے کہ ہم میں سے گناہ گار کو دوگنا عذاب ہو، اور مجھے اس بات کی بھی امید ہے کہ ہم میں سے نیک عمل کرنے والے کو دوگنا اجر وثواب حاصل ہو، اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ہمارے آباؤ اجداد اور ماؤں نے ہمارے ساتھ برا کیا، اگر ہمارے آباء واجداد، اللہ کے دین کے

ہمیں اس پر کیوں مطلع نہ کیا، اور ہمیں اس چیز کی ترغیب کیوں نہ دی، پس ہم اللہ کی قسم اپنے آباء واجداد کے تمہارے مقابلے میں زیادہ قریب ہیں، اور ہم پر ان کا زیادہ حق ہے، اور ہم پر اس بات کا زیادہ حق ہے کہ ہم تمہارے مقابلے میں ان کے متعلق زیادہ رغبت رکھیں، اور اگر وہ بات صحیح ہوتی جو تم کہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس معاملے کے لیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں پر حکومت کے لیے منتخب فرمایا تھا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس سلسلہ میں خطاء اور جرم کے سب لوگوں سے زیادہ مرتکب ہوئے، کیونکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کے قائم کرنے کو ترک فرمادیا، یا دوسرے لوگوں کے سامنے اس کا کوئی عذر پیش فرمایا، اس پر حضرت حسن کے سامنے اس رافضی نے کہا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے یہ نہیں فرمایا کہ جس کا میں مولیٰ ہوں، تو علی اس کا مولیٰ ہے، اس کے جواب میں حضرت حسن نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حکومت اور ولایت اور لوگوں کا حکمران بننا مراد ہوتا، تو پھر خود ہی لوگوں کے سامنے اس کی پوری طرح وضاحت فرما دیتے، جیسا کہ لوگوں کے سامنے نماز اور زکاۃ اور رمضان کے روزے اور بیت اللہ کے حج کی وضاحت فرمادی اور لوگوں کے سامنے یہ فرمادیتے کہ اے لوگو! میرے بعد حضرت علی حکمران ہوں گے، تو تم ان کی بات سننا اور ان کی اطاعت کرنا، تو اس کے بعد پھر کوئی بات باقی نہ رہ جاتی، کیونکہ مسلمانوں کے لیے انسانوں میں سب سے زیادہ نصیحت کرنے والی ذات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ہے (جزء محمد بن عاصم)

علامہ مزی (المتوفیٰ: 742ھ) نے بھی ''تھذیبُ الکمال'' میں اس واقعہ کو ابوجعفر محمد بن عاصم ثقفی اور شبابہ بن سوار کی سند سے روایت کیا ہے، اور اس کو صحیح ترین اور اعلیٰ ترین سند پر مشتمل قرار دیا ہے (وھذا من أصح الأسانید وأعلاھا ''تھذیب الکمال فی أسماء الرجال للمزی'' المتوفیٰ ۷۴۲''، ج۶، ص۸۸'')

علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ (المتوفیٰ:728ھ)روافض کی تردید میں تحریر کردہ، اپنی مفصل تالیف ’’منهاجُ السنة‘‘میں فرماتے ہیں کہ:

ثم من جهل الرافضة أنهم يعظمون أنساب الأنبياء :آباء هم وأبناء هم، ويقدحون في أزواجهم ;كل ذلك عصبية واتباع هوى حتى يعظمون فاطمة والحسن والحسين، ويقدحون في عائشة (أم المؤمنين ، فيقولون -أو من يقول منهم :-إن آزر أبا إبراهيم كان مؤمنا، وإن أبوى النبي -صلى الله عليه وسلم -كانا مؤمنين، حتى لا يقولون :إن النبي يكون أبوه كافرا، فإذا كان أبوه كافرا أمكن أن يكون ابنه كافرا، فلا يكون في مجرد النسب فضيلة.

وهذا مما يدفعون به أن ابن نوح كان كافرا لكونه ابن نبي، فلا يجعلونه كافرا مع كونه ابنه، ويقولون أيضا :إن أبا طالب كان مؤمنا .ومنهم من يقول :كان اسمه عمران، وهو المذكور في قوله تعالى :(إن الله اصطفى آدم ونوحا وآل إبراهيم وآل عمران على العالمين)

وهذا الذى فعلوه مع ما فيه من الافتراء والبهتان ففيه من التناقض وعدم حصول مقصودهم ما لا يخفى .وذلك أن كون الرجل أبيه أو ابنه كافرا لا ينقصه (ذلك) عند الله شيئا، فإن الله يخرج الحي من الميت ويخرج الميت من الحي.

ومن المعلوم أن الصحابة أفضل من آبائهم، وكان آباؤهم كفارا، بخلاف من كونه زوج بغي (قحبة) فإن هذا من أعظم ما يذم به ويعاب ;لأن مضرة ذلك تدخل عليه، بخلاف كفر أبيه أو ابنه.

وأيضا فلو كان المؤمن لا يلد إلا مؤمنا، لكان بنو آدم كلهم مؤمنين . وقد قال تعالى :(واتل عليهم نبأ ابني آدم بالحق إذ قربا قربانا فتقبل

من أحدهما ولم يتقبل من الآخر قال لأقتلنک قال إنما يتقبل الله من المتقين)إلى آخر القصة۔

وفي الصحيحين عن النبي -صلى الله عليه وسلم -أنه قال " :لا تقتل نفس ظلما إلا كان على ابن آدم الأول كفل من دمها، لأنه أول من سن القتل (منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية،لابن تيمية، ج۴،ص ۳۴۹،الیٰ ص ۳۵۱،الفصل الثاني،الرد على قوله إن عائشة كانت تأمر بقتل عثمان من وجوه)

ترجمہ: پھر روافض کی جہالت میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے نسبوں (یعنی ان کے آباء اور اولاد) کو بہت عظیم سمجھتے ہیں (اور ان کی شان میں غلو کرتے ہیں) لیکن انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی ازواج میں ردوقدح کرتے ہیں، یہ سب عصبیت اور خواہش کی اتباع ہے، یہاں تک کہ وہ حضرت فاطمہ اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کی بہت تعظیم کرتے ہیں، لیکن ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ردوقدح کرتے ہیں، چناچہ اہلِ تشیع ،یا ان میں سے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد ''آزر'' مومن تھے،اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین بھی مومن تھے، یہاں تک کہ وہ اس قول کو اختیار نہیں کرتے کہ نبی کا والد کافر ہو، پس جب نبی کے والد کافر ہوں گے،تو پھر ان کے بیٹے کا کافر ہونا بھی ممکن ہوگا،اور اس طرح محض نسب میں کوئی فضیلت نہیں ہوگی۔

اور اہلِ تشیع ،نوح علیہ السلام کا بیٹا ہونے کی وجہ سے،ان کے بیٹے کے کافر ہونے کی نفی کرتے ہیں،اور وہ اس کو کافر نہیں سمجھتے ،اور اہلِ تشیع یہ بھی کہتے ہیں کہ ابوطالب،مومن تھے،اور بعض اہلِ تشیع ،اُن کا نام ''عمران'' قرار دیتے ہیں،جس کا اللہ تعالیٰ کے (سورہ آلِ عمران میں مذکور) اس قول میں ذکر ہے کہ ''إن اللّٰه اصطفى آدم ونوحا وآل إبراهيم وآل عمران على العالمين''

www.idaraghufran.org

اوراہلِ تشیع کے اس فعل میں جھوٹ اور بہتان اورٹکراؤ پایا جاتا ہے، جس کی وجہ سے ان کا مقصود حاصل نہیں ہوسکتا، جیسا کہ مخفی نہیں، اوراس کی وجہ یہ ہے کہ کسی آدمی کے والد، یا بیٹے کا کافر ہونا، اللہ کے نزدیک اس آدمی میں کسی قسم کا نقص پیدا نہیں کرتا، کیونکہ اللہ زندہ کو، مُردہ سے نکالتا ہے، اور مُردہ کو، زندہ سے نکالتا ہے۔

اور یہ بات معلوم ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، اپنے آباءواجداد سے افضل ہیں، اور ان کے آباءواجداد، کفار تھے، بخلاف فاجرہ عورت کے شوہر ہونے کے، کیونکہ یہ عظیم قابلِ مذمت اورقابلِ عیب چیز ہے، کیونکہ اس کی مضرت، شوہر پر داخل ہوتی ہے (اور کسی نبی کی بیوی، یااس کی امہات میں ایسی کوئی بھی عورت نہیں پائی گئی) بخلاف کسی کے والد، یا بیٹے کے کافر ہونے کے (کہ اس میں دوسرے پر مضرت داخل نہیں ہوتی)

علاوہ ازیں اگرمومن سے مومن ہی کی ولادت ہوتی، تو آدم علیہ السلام کی ساری اولاد مومن ہوتی، دراحالیکہ (سورہ مائدہ میں) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ’’واتل علیهم نبأ ابنى آدم بالحق إذ قربا قربانا فتقبل من أحدهما ولم يتقبل من الآخر قال لأقتلنك قال إنما يتقبل الله من المتقين‘‘ آخر قصہ تک۔

اور صحیحین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ’’جس نفس کو بھی ظلماً قتل کیا جائے گا، تو آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے پر، اس کے خون کا بوجھ ہوگا، کیونکہ اس نے سب سے پہلے، قتل کی بنیاد ڈالی‘‘ (منهاجُ السنة)

www.idaraghufran.org

**عبرت کدہ** حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط 61 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُولِی الۡاَبۡصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

# فرعون کے موسیٰ علیہ السلام پر مزید اعتراضات

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جادوگروں کے مقابلے اور ان کی شکست، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے پے در پے آنے والی نشانیوں کی وجہ سے قومِ فرعون میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف ایک میلان پیدا ہوگیا تھا، اور وہ محسوس کرنے لگے تھے کہ فرعون اور اس کے عمائدین محض طاقت کے بل بوتے پر ایک صحیح بات کو غلط قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں، اور اس طرح سے ان کے دلوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کی صداقت اترنے لگی تھی۔

## حضرت موسیٰ کے مقابلے میں فرعون کا دعوائے برتری

فرعون نے خصوصاً ربُّ العالمین کے متعلق بہت سوال و جواب کیے، اور انجام کار موسیٰ علیہ السلام کے جوابات سے لاجواب ہوگیا، اور جب ایک صاف سیدھی اور صحیح بات کا کوئی جواب نہ دے سکا تو بوکھلا گیا، اور حضرت موسیٰ کو اپنے لیے ایک خطرہ محسوس کرتے ہوئے دنیوی وجاہت کو ذریعہ بنا کر اپنی برتری اور اپنے بہتر ہونے کی منادی کروائی۔

اور یہ اعلان کروایا کہ برتری اور افضیلت کا پیمانہ دنیاوی مال ودولت اور حکومت واقتدار ہے، اور یہ دونوں چیزیں موسیٰ کے پاس نہیں، بلکہ میرے پاس ہیں، کیا میں مصر کے اقتدار کا مالک نہیں ہوں؟ اور میں نے دریائے نیل سے پورے ملک میں نہروں کا جال نہیں بچھا دیا، اور پورے ملک میں آبپاشی کا انتظام میں نے نہیں کیا، گویا جو کام اس نے حکومت کے لیے انجام دیئے، اور اس کے دور میں جو اصطلاحات کی گئیں، اس نے قوم کی ان کی طرف توجہ دلانا چاہی، تاکہ لوگ اس کے احسانات سے متاثر ہوں، اور موسیٰ علیہ السلام کی طرف جو رغبت ان کی ہوئی ہے، وہ قائم نہ رہے

،اس طرزِ کلام سے اس کا اصل مقصد یہ تھا کہ لوگ میری تعریف کریں، اور حضرت موسیٰ کی تنقیص شروع کردیں۔

قرآن مجید کی سورہ زخرف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَنَادٰی فِرْعَوْنُ فِیْ قَوْمِهٖ قَالَ یٰقَوْمِ اَلَیْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (سورة الزخرف، رقم الآية ٥٢)

یعنی ’’اور فرعون نے اپنی قوم میں پکار کر کہا کہ اے میری قوم! کیا مصر کی سلطنت میرے قبضے میں نہیں ہے؟ اور (دیکھو) یہ دریا میرے نیچے بہہ رہے ہیں، کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا؟‘‘

## فرعون کا قوم کے سامنے اپنا اور حضرت موسیٰ کا تقابل پیش کرنا

فرعون نے حضرت موسیٰ کی قدرومنزلت کم کرنے کے لیے یہ بھی کہا کہ میں زیادہ بہتر ہوں، یا موسیٰ بہتر ہے، جو کہ ایک غلام قوم سے تعلق رکھتا ہے، اور اس کی کوئی عزت ہی نہیں، اور اپنی بات صاف صاف بیان نہیں کرسکتا۔

چنانچہ قرآن مجید کی سورہ زخرف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اَمْ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ مَهِیْنٌ وَّلَا یَكَادُ یُبِیْنُ (سورة الزخرف، رقم الآية ٥٢)

یعنی ’’کیا میں اس سے بہتر نہیں ہوں، جس کی کوئی عزت نہیں، اور صاف صاف بات بھی نہیں کرسکتا‘‘۔

فرعون، حضرت موسیٰ کی تحقیر کے لئے زیادہ سے زیادہ جو الفاظ استعمال کرسکتا تھا، اس نے وہ کئے، وہ موسیٰ علیہ السلام کو اس لئے حقیر کہہ رہا تھا کہ ان کے پاس اس جیسی نہ دولت تھی نہ قوت وسلطنت، بلکہ وہ اس کی غلام قوم کے ایک فرد تھے، اور غلام تو حقیر ہی سمجھا جاتا ہے، مگر یہ عجیب حقیر شخص تھے، جس سے فرعون بھی شدید خوف زدہ تھا۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کا مال یا اقتدار حقارت یا عظمت کا پیمانہ ہے ہی نہیں، اور نہ ہی موسیٰ علیہ السلام حقیر تھے، بلکہ وہ خود ہی حقیر و ذلیل تھا۔

خلاصہ یہ کہ فرعون نے حضرت موسیٰ کی تحقیر و تذلیل کیلئے تین باتوں کا سہارا لیا، ایک یہ کہ ان کے پاس دنیاوی مال و دولت کچھ نہیں، دوسرے یہ کہ ان کا تعلق ایک غلام قوم سے ہے، اور تیسرے یہ کہ ان میں فصاحت و بلاغت بھی نہیں، یہ بات کھول کر بیان نہیں کر سکتے، جبکہ میرے اندر یہ تینوں باتیں موجود ہیں کہ میں مصر جیسے اس متمدن ملک کا بادشاہ ہوں اور حکمران قبیلہ کا سربراہ اور ایک اہم شخصیت کا مالک ہوں، اور فصاحت و بلاغت میں بھی اس سے آگے ہوں، تو اب تم لوگ بتاؤ کہ میں بہتر ہوں یا یہ شخص؟

## سونے کے کنگن ساتھ اتارے جانے کا مطالبہ

فرعون نے یہ بھی کہا کہ اگر موسیٰ واقعی اللہ کے رسول ہیں، تو اللہ طرف سے ان کے ساتھ سونے کے کنگن بھی اتارے جاتے، جس سے ان کی ٹھاٹھ باٹھ ہوتی، اور ان کی زینت کا سامان ہوتا، اور پتہ چلتا کہ یہ واقعی اللہ کے رسول ہیں، حالانکہ یہاں تو ایسی کوئی بات نہیں، نہ ہی ان کے ساتھ سونے کے کنگن وغیرہ ہیں، اور نہ ہی ان کی کوئی شان و شوکت ہے۔

اسی طرح اگر یہ اللہ کے پیغمبر ہیں، جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے، تو ان کے ساتھ اللہ کی طرف فرشتے، ساتھ ساتھ چل رہے ہوتے، مگر اس کے پاس تو اس میں سے کچھ بھی نہیں، تو پھر یہ اللہ کا رسول کس طرح ہو سکتا ہے؟ اور اس کا یہ دعویٰ کس طرح درست ہو سکتا ہے؟

قرآن مجید کی سورہ زخرف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ (سورة الزخرف، رقم الآية ۵۳)

یعنی ”بھلا (اگر یہ پیغمبر ہے تو) اس پر سونے کے کنگن کیوں نہیں ڈالے گئے؟ یا پھر اس کے ساتھ فرشتے صفیں باندھے ہوئے کیوں نہ آئے؟“

اس زمانے میں یہ رواج عام تھا کہ بادشاہ، وغیرہ سونے اور جواہرات کے کنگن پہنا کرتے، اور اپنے جس درباری پر خوش ہوتے تو اسے بھی انعام واکرام کے طور پر کنگن پہناتے، اور جب کبھی سیر وسفر کو نکلتے، تو ان کے آگے پیچھے فوجوں کے محافظ دستے ہوتے تھے، اس لیے فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی رسالت پر یہ اعتراض کیا کہ اگر وہ واقعی اللہ کے رسول ہیں، تو کم از کم نشانی کے طور پر انہیں سونے کے کنگن تو پہنائے گئے ہوتے، یا کم از کم ان کی حفاظت کے لیے ان کے آگے پیچھے فرشتوں کے محافظ دستے ہی اس کی حفاظت پر مامور ہوتے، اگر ان میں سے کوئی بھی چیز نہیں، پھر وہ اللہ کے رسول کیسے ہوئے؟

## فرعون کے اپنی قوم کی سادہ لوحی سے فائدہ اٹھانے کا ذکر

فرعون نے قوم کو ہر اعتبار سے مرعوب اور اپنے تابع رکھنے کے لیے قوت وزور کے بل بوتے پر، اور طرح طرح کے حیلے حوالوں سے، اور مختلف قسم کے ہتھکنڈے استعمال سے، اپنی قوم کو اپنا ایسا غلام بنالیا تھا کہ وہ اس کی ہر بات مانتے تھے، اور وہ بے وقوفوں کی طرح اس کے حکموں میں آ کر اس کے پیچھے لگ گئے، چونکہ وہ تھے ہی فاسق لوگ، اس لیے ان کو حق وناحق، صحیح وغلط اور جائز وناجائز سے کوئی غرض نہ تھی، اسی لیے وہ اللہ تعالیٰ کے نبی برحق کے مقابلے میں ایسے سرکش وباغی انسان کی باتوں کو مانتے، اور اسی کے پیچھے چلتے گئے اور اپنی بڑائی کے جھوٹے گھمنڈ میں وہ حق کا انکار ہی کرتے رہے۔

قرآن مجید کی سورہ زخرف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ(سورة الزخرف، رقم الآية ۵۴)

یعنی ’’اس طرح اس نے اپنی قوم کو بے وقوف بنایا، اور انہوں نے اس کا کہنا مان لیا، حقیقت یہ ہے کہ وہ سب گنہگار لوگ تھے‘‘۔

یہاں پر فرعون کی قوم کے لیے ’’فَاسْتَخَفَّ‘‘ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، جس کے مفسرین نے دو معانی بیان کیے ہیں۔

(1)فرعون نے اپنی قوم کو بیوقوف بنایا(2)اس نے اپنی قوم کوڈرادھمکا کراور مختلف قسم کے لالچ دے کر ہلکا کردیا۔

ہر ظالم حکمران کا یہی طریقہ رہا ہے کہ وہ کچھ لوگوں کو مختلف قسم کے لالچ دے کر خرید لیتا ہے، جس سے ان لوگوں کے ضمیر ہلکے ہوجاتے ہیں، اور حکمران کو خوش کرنے کے لیے وہ حق والوں کی مخالفت کرتے ہیں، اور جو لوگ بکنے والے نہیں ہوتے، ان پر مظالم ڈھائے جاتے ہیں، جس کے نتیجے میں ان کی اکثریت دب کر رہ جاتی ہے، یہی کچھ فرعون نے اپنی قوم کے ساتھ کیا، جس کے نتیجے میں لوگ اس کے سامنے جھک گئے اور ان کے ضمیر ہلکے ہوگئے۔ [1]

---

[1] قوله تعالى: "فاستخف قومه "قال ابن الأعرابى: المعنى فاستجهل قومه "فأطاعوه "لخفة أحلامهم وقلة عقولهم، يقال: استخفه الفرح أى أزعجه، واستخفه أى حمله على الجهل، ومنه "ولا يستخفنك الذين لا يوقنون "وقيل: استفزهم بالقول فأطاعوه على، التكذيب .وقيل: استخف قومه أى وجدهم خفاف العقول .وهذا لا يدل على أنه يجب أن يطيعوه، فلا بد من إضمار بعيد تقديره وجدهم خفاف العقول فدعاهم إلى الغواية فأطاعوه .وقيل: استخف قومه وقهرهم حتى اتبعوه، يقال استخفه خلاف استثقله، واستخف به أهانه ".إنهم كانوا قوما فاسقين "أى خارجين عن طاعة الله(تفسير القرطبى، ج١٦ ص ١٠١، سورة الزخرف)

www.idaraghufran.org

طب وصحت　حکیم مفتی محمد ناصر

# حجامہ کی اُجرت ومزدوری کا حکم (قسط1)

کئی احادیث وروایات میں حجامہ کے ذریعہ علاج کی فضیلت، اور معراج کے موقعے پر فرشتوں کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا کہ آپ اپنی امت کو حجامہ کا حکم دیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا متعدد مرتبہ حجامہ کروانا، اور حجامہ کو علاج کے طریقوں میں خیر والا یعنی بہترین قرار دینا مروی ہے۔

(حجامہ کی فضیلت اور بہتر طریقۂ علاج ہونے کی احادیث کے لئے ملاحظہ ہو: حجامہ یا سینگی، مصنفہ: مفتی محمد رضوان صاحب، مطبوعہ: ادارہ غفران راولپنڈی)

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا حجامہ کروانا اور اس کی اُجرت ومزدوری دینا بھی احادیث وروایات سے ثابت ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حجامہ کی اُجرت ومزدوری دینا اس اُجرت کے حلال ہونے کی دلیل ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی باطل عمل کی اُجرت دینا محال ہے۔[1]

نیز کئی صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ سے بھی حجامہ کی اُجرت کا جائز ہونا مروی ہے، حجامہ کی اُجرت کے جواز کے دلائل کے پیشِ نظر اکثر محدثین وفقہاء نے حجامہ کی اُجرت کا جائز ہونا راجح قرار دیا ہے۔

البتہ بعض احادیث میں حجامہ کی اُجرت ومزدوری کو خبیث، یا سُحت (وناپاک) قرار دیا گیا ہے، اور حجامہ کی کمائی سے منع کیا گیا ہے، ان ممانعت کی احادیث کی روشنی میں محدثین واہلِ علم کی ایک جماعت نے حجامہ کی اُجرت ومزدوری کو ممنوع، یا مکروہ قرار دیا ہے، اور حجامہ کا بطور پیشہ اختیار کرنا ناپسند قرار دیا ہے۔

ذیل میں وہ احادیث اور اس کے بعد محدثین وفقہاء کے اقوال درج کیے جاتے ہیں۔

## حجامہ کی اُجرت کے جواز کی احادیث وروایات

پہلے حجامہ کی اُجرت کے جائز ہونے کی احادیث وآثار نقل کیے جاتے ہیں۔

[1] وقال ابن عبد البر بعد ما ذكر حديث احتجام النبي صلى الله عليه وسلم: هذا يدل على أن كسب الحجام طيب، لأن الرسول صلى الله عليه وسلم لا يجعل ثمنا ولا جعلا عوضا لشيء من الباطل (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۴، ص۲۵۶، وص۲۵۷، مادة "سحت"، كسب الحجام)

www.idaraghufran.org

## نبی علیہ السلام کا اپنا حجامہ کرا کر اُجرت دینا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**اِحْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَعْطَى الَّذِىْ حَجَمَهٗ وَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَمْ يُعْطِهٖ** (بخاری، رقم الحدیث ۲۱۰۳، کتاب البیوع، باب ذکر الحجام)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامہ کروایا، اور جس نے آپ کا حجامہ کیا، اس کو آپ نے اُجرت (ومزدوری) بھی دی، اور اگر یہ (اُجرت ومزدوری) حرام ہوتی، تو آپ اسے نہ دیتے (بخاری)

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے:

**احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَعْطَى الحَجَّامَ أَجْرَهُ، وَلَوْ عَلِمَ كَرَاهِيَةً لَمْ يُعْطِهِ** (بخاری، رقم الحدیث ۲۲۷۹، باب خراج الحجام)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامہ کروایا، اور جس نے آپ کا حجامہ کیا، اس کو آپ نے اُجرت (ومزدوری) بھی دی، اور اگر آپ اس میں کراہت سمجھتے، تو حجامہ کرنے والے کو (اُجرت ومزدوری) نہ دیتے (بخاری)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَجِمُ وَلَمْ يَكُنْ يَظْلِمُ أَحَدًا أَجْرَهٗ**

(بخاری، رقم الحدیث ۲۲۸۰، کتاب الاجارۃ، باب خراج الحجام)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجامہ کرواتے تھے، اور کسی پر اس کی مزدوری کے متعلق ظلم نہیں کرتے تھے (یعنی مزدور کو اس کی مزدوری پوری پوری دیا کرتے تھے، خواہ وہ حجامہ کرنے والا کیوں نہ ہو) (بخاری)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنا حجامہ کرایا ہے، اور اپنا حجامہ کرنے والے کو اُجرت ومعاوضہ بھی دیا ہے۔

نیز ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے فرمان کہ ''اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجامہ کی اُجرت میں کراہت سمجھتے ،تو حجامہ کرنے والے کو(اُجرت ومزدوری) نہ دیتے''، اس سے حجامہ کی اُجرت کا حلال ہونا ثابت ہوتا ہے۔ نیز مذکورہ احادیث سے یہ بھی مفہوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامہ کرنے والے کو اُس کی مزدوری واُجرت دی، جو اس کا حق تھا،اورحقدار کو اس کا حق نہ دینا ظلم ہے۔

## نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حجامہ کی اُجرت کم کروانا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

**احْتَجَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ لِلْحَجَّامِ حِينَ فَرَغَ: " كَمْ خَرَاجُكَ؟ "قَالَ: صَاعَانِ .فَوَضَعَ عَنْهُ صَاعًا وَأَمَرَنِي فَأَعْطَيْتُهُ صَاعًا** (مسند احمد، رقم الحديث ١٣٦١، مسند البزار، رقم الحديث ٧٦٣) [1]

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامہ کروایا، پھر حجامہ کرنے والا جب (حجامہ سے )فارغ ہوگیا،تو اس سے پوچھا کہ آپ کی کیا مزدوری ہے؟اس نے عرض کیا کہ دو صاع،تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک صاع کم کروایا،اور مجھے(ایک صاع اس کے حوالے کرنے کا) حکم دیا،تو میں نے حجامہ کرنے والے کوایک صاع دیا

(مسنداحمد،بزار)

اورحضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

**أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَبَا طَيْبَةَ، فَوَضَعَ الْمَحَاجِمَ مَعَ غَيْبُوبَةِ الشَّمْسِ، ثُمَّ أَمَرَهُ مَعَ إِفْطَارِ الصَّائِمِ، فَحَجَمَ، ثُمَّ سَأَلَهُ: كَمْ خَرَاجُكَ؟ قَالَ: صَاعَيْنِ، فَوَضَعَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا** (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ٤٥٢٧) [2]

---

[1] قال الهيثمي: رواه عبد الله بن أحمد، وفيه أبو جناب الكلبي، وهو مدلس، وقد وثقه جماعة (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٦٤٣٩، باب كسب الحجام وغيره)

[2] قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٤٩٩٢، باب الحجامة للصائم)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطیبہ کو(حجامہ کرنے کا)حکم فرمایا،تو انہوں نے سورج غروب ہونے کے وقت حجامہ کی چیزیں (تیار) رکھیں، پھر روزہ افطار کرنے کے ساتھ ہی حجامہ کرنے کا حکم دیا،تو انہوں نے حجامہ کیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا کہ آپ کی کتنی مزدوری ہے؟ ابوطیبہ نے عرض کیا کہ دوصاع۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کم کروایا(طبرانی،موارد الظمآن)

اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے:

**أن الـنبى صلى الله عليه وسلم أمر أبا طيبة أن يأتيه مع غيبوبة الشمس، فـأمـره أن يـضـع الـمحاجم مع إفطار الصائم، فحجمه، ثم سأله: " كم خراجک "؟ قال: صـاعيـن، فـوضـع الـنبـى صلى الله عليه وسلم عنه صاعا** (ابن حبان، الحديث ٣٥٣٦، ذكر وصف ما يحتجم المرء به إذا كان صائما)[1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطیبہ کو سورج غروب ہونے کے وقت حاضر ہونے اور سورج غروب ہونے کے وقت حجامہ کی چیزیں (تیار) رکھنے کا حکم فرمایا، پھر انہوں نے (روزہ افطار کرنے کے ساتھ ہی) حجامہ کیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا کہ آپ کی کتنی مزدوری ہے؟ ابوطیبہ نے عرض کیا کہ دوصاع۔تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کم کروایا(ابن حبان)

وربعض روایات میں تین صاع حجامہ کی اُجرت کا ذکر ہے،جس میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کم کروایا۔

چنانچہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے:

**دعـا الـنبـى صلى الله عليه وسلم أبا طيبة فحجمه، قال: فسأله: " كم ضريبتک؟ "قال: ثلاثة آصع، قال: فوضع عنه صاعا** (مسند احمد، رقم

---

[1] قـال شعيب الارنؤوط: سعيد بن يحيى روى عنه جمع ووثقه المؤلف، وقال أبو حاتم: محله الصدق، وأخـرج له البخارى فى "صحيحه "حـديثـا واحـدا فى غزوة الفتح، وقال الحافظ فى "التقريب :"صدوق وسط، وبقية رجاله ثقات إلا أن أبا الزبير مدلس وقد عنعن (حاشية ابن حبان، تحت رقم الحديث ٣٥٣٦)

www.idaraghufran.org

الحديث ۱۴۸۰۹ ، قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح، رجاله ثقات)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطیبہ کو بُلوایا، ابوطیبہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حجامہ کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کتنی اُجرت ہوئی، آپ کی؟ ابوطیبہ نے عرض کیا کہ تین صاع۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کم کروایا (مسند احمد، مسند ابوداؤد طیالسی)

محدثین نے دوصاع یا تین صاع کے عدد کی الگ الگ واقعات کے ساتھ، اور دیگر توجیہات کی بنیاد پر تشریح کی ہے (کذا فی فتح الباری، حوالہ آمدہ)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے:

حجم أبو طيبة رسول الله صلى الله عليه و سلم فأعطاه صاعا من تمر وأمر أهله أن يخففوا عنه من خراجه. قال محمد : وبهذا نأخذ . لا بأس أن يعطى الحجام أجرا على حجامته. وهو قول أبي حنيفة (موطاء محمد، رقم الحديث ۹۸۷)

ترجمہ: ابوطیبہ نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حجامہ کیا، تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطیبہ کو کھجوروں کا ایک صاع عطا کیا، اور اُن کے مالک سے فرمایا کہ ان کے خراج میں کمی کردے۔ (امام) محمد (رحمہ اللہ) نے فرمایا کہ اسی (حدیث) کے مطابق ہمارا عمل ہے، کہ حجامہ کرنے والے کو اُس کے حجامہ کرنے پر اُجرت دینے میں حرج نہیں ہے، اور یہی (امام) ابوحنیفہ (رحمہ اللہ) کا قول ہے (موطاء)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا حجامہ کروایا، اور حجامہ کرنے والے سے اس کی مزدوری میں کمی کروائی، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حجامہ کرنے والے کو مزدوری دینے کا حکم فرمایا، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ حجامہ کرنے والے سے، حجامہ کرنے کی مزدوری میں کمی کروانا بھی جائز ہے، اور مزدوری میں یہ کمی حجامہ کرنے کے بعد بھی باہمی رضامندی سے کرائی جاسکتی ہے۔

اور امام محمد رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک حجامہ کرنے والے کو اُس کی اجرت دینے میں کوئی حرج نہیں ہے (کذا فی فتح الباری لابن حجر، ج۴، ص۴۶۰، قولہ باب من کلم موالی العبد أن یخففوا عنہ من خراجہ، تحت رقم الحدیث ۲۲۸۱، وعمدۃ القاری، ج۱۱، ص۲۲۲، باب ذکر الحجام) (جاری ہے............)

**اخبارِ ادارہ** مفتی محمد ناصر

# ادارہ کے شب وروز

□...... 2/9/16/23/جُمادی الاولیٰ، اور یکم جُمادی الاخریٰ1442ھ، بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

□...... 11/18/25/جُمادی الاولیٰ، اور 3جُمادی الاخریٰ1442ھ، بروز اتوار مدیر صاحب کی اصلاحی مجالس صبح تقریباً ساڑھے دس بجے ادارہ غفران میں منعقد ہوتی رہیں۔

□...... 10/جُمادی الاولیٰ، بروز ہفتہ، مدیر صاحب کی زیرِ صدارت، رفقائے ادارہ غفران کے مابین دارالافتاء کے انتظامی اُمور سے متعلق مشاورت ہوئی، جس میں بعض اُمور سے متعلق فیصلے ہوئے، اور علمی گفتگو ہوئی۔

□...... 15/جُمادی الاولیٰ، بروز جمعرات، بعد نمازِ عشاء مدیر صاحب نے مسجدِ غفران میں جناب اقبال بٹ صاحب (کوہاٹی بازار) کا نکاحِ مسنون پڑھایا، اللہ تعالیٰ رشتۂ ازدواج میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

□...... 24/جُمادی الاولیٰ، بروز ہفتہ، بندہ کی نجی دورۂ لاہور میں سہ روزہ کے لئے مع اہل وعیال وحافظ محمد لقمان صاحب (ابنِ مدیر صاحب) روانگی ہوئی، اور 26/جُمادی الاولیٰ، بروز پیر بحمد اللہ، بخیریت واپسی ہوئی۔

□...... 2/جُمادی الاخریٰ، بروز ہفتہ، حافظ محمد عفان صاحب (ابنِ مدیر صاحب) کے یہاں بیٹے کی ولادت ہوئی، اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک صالح اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین۔

www.idaraghufran.org

## اخبارِ عالم

مولانا غلام بلال

### دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

21/دسمبر/2020ء/25/جمادی الاول/1442ھ: پاکستان: کورونا ایس او پیز، ایئرلائنز کے کرائے بڑھ گئے، حج مہنگا ہوگا، وفاقی وزیر مذہبی امور 22/دسمبر: پاکستان: پاکستان کے لیے ریلیف، جی 20 ممالک نے 526 ملین ڈالر کی قرض ادائیگی موخر کردی 23/دسمبر: پاکستان: کسانوں کو ڈی اے پی کھاد پر ایک ہزار روپے سبسڈی دینے کا منصوبہ ختم، وزارتِ خزانہ نے مالی بوجھ سے بچنے کے لیے معذرت کرلی 24/دسمبر: پاکستان: سینیٹ الیکشن، اوپن بیلٹ کے لیے سپریم کورٹ میں صدارتی ریفرنس دائر 25/دسمبر: پاکستان: ریکوڈک کیس، پاکستانی اثاثے منجمند کرنے کی کاروائی شروع، عالمی عدالت نے 12 جولائی 2019 کو 5.6ارب ڈالر جرمانہ ادا کرنے کا حکم دیا، مشروط حکم امتناع پر ڈیڑھ ارب ڈالر جمع کرانے تھے، جو نہیں کرائے گئے 26/دسمبر: پاکستان: کورونا، دنیا بھر میں 7 کروڑ 96لاکھ متاثرین، سعودی سرحدیں بند 27/دسمبر: پاکستان: پاکستان اور آئی ایم ایف میں ٹیکس اہداف برقرار رکھنے پر اتفاق، رواں سال ٹیکسوں کا مزید بوجھ نہیں ڈالا جائے گا، 4963ارب کا ٹیکس ہدف برقرار رہے گا، ذرائع 28/دسمبر: پاکستان: بارش سے سردی میں اضافہ، مینہ برسانے والا سسٹم پنجاب سے نکل گیا 29/دسمبر: پاکستان: بجلی کی قیمت میں 18 پیسے یونٹ اضافہ، نوٹیفکیشن جاری میئر اسلام آباد کے ضمنی انتخابات میں ن لیگ نے میدان مارلیا، پیر عادل شاہ گیلانی کامیاب 30/دسمبر: پاکستان: کورونا وائرس کی وجہ سے بھارت میں پھنسے مزید 118 پاکستانیوں کی واپسی، واہگہ بارڈر کے راستے وطن پہنچے 31/دسمبر: پاکستان: 17JF ڈبل سیٹ طیارے فضائیہ کے حوالے، بلاک 3 کی تیاری شروع، رافیل سمیت دیگر طیاروں کے ہم پلہ جدید ہتھیاروں سے لیس 17JF بلاک 3 طیارہ 2022ء میں فضا میں بلند ہوگا، مجاہد انور یکم/جنوری: پاکستان: پیٹرول 2.31، ڈیزل 1.80، مٹی کا تیل 3.36، ایل پی جی 15 روپے مہنگی 2/جنوری: پاکستان: متحدہ اپوزیشن، پی ڈی ایم کا ضمنی انتخابات میں حصہ لینے کا اعلان 3/جنوری: پاکستان: ہائیکورٹ: KPT کے 1200 ملازمین کی برطرفی کا نوٹس کالعدم 4/جنوری: پاکستان: تعلیمی ادارے 18 جنوری سے مرحلہ وار کھولنے کا اعلان، پہلے مرحلے میں میٹرک، انٹر سطح کے تعلیمی ادارے کھلیں گے، یکم فروری سے یونیورسٹیز، کالجز باقاعدہ کھلیں گے، ایس او پیز پر عملدرآمد یقینی بنایا جائے گا، وزیرِ تعلیم 5/جنوری: پاکستان: مہنگائی مزید بڑھے گی، اقتصادی شرح نمو 1.5 سے 2.5 فیصد تک رہنے کی توقع، رواں مالی سال مہنگائی 6 فیصد تک محدود رکھنا

www.idaraghufran.org

مشکل،ترسیلات کی مالیت 25ارب ڈالر کی ریکارڈ سطح پر پہنچ سکتی ہے،سٹیٹ بینک ✍6/جنوری: سعودی عرب: قطر کے سعودیہ سمیت خلیجی مما لک سے تعلقات بحال، پابندیاں ختم،تعاون کا معاہدہ، پاکستان کا خیر مقدم ✍7/جنوری: پاکستان: بالائی علاقوں میں بارش،میدانی علاقوں میں دھند کا امکان، سیاحتی مقامات کی سڑکیں برفباری سے بند، ریسکیو کی امدادی سرگرمیاں جاری ✍8/جنوری: امریکہ: واشنگٹن، امریکی کانگریس میں بائیڈن کی فتح کی توثیق،نومنتخب صدر 20جنوری کو حلف اٹھائیں گے، ہنگاموں میں 4افراد ہلاک، ہنگاموں کے بعد وائیٹ ہاؤس کے کئی عہدیدار مستعفی ✍9/جنوری: پاکستان: مہنگائی میں مزید اضافہ،چینی، چاول، دالیں اور گھی سمیت 22اشیاء مہنگی، نئے سال کے پہلے ہفتے مہنگائی کی شرح میں 0.06فیصد اضافہ ہوگیا، 23اشیائے ضروریہ کی قیمتیں مستحکم رہیں، 6سستی ✍10/جنوری: پاکستان: پرائمری تک مکمل یکساں نصاب نافذ کرنے کے احکامات، سرکاری، نجی سکولز اور رجسٹرڈ دینی مدارس ایک نصاب پڑھائیں گے،مشترکہ نصاب لاگو نہ کرنے والے سکول کی رجسٹریشن منسوخ ہوگی، سیکرٹری تعلیم ✍11/جنوری: نیویارک: بھارت سلامتی کونسل کی اہم ترین کمیٹیوں کا سربراہ نہ بن سکا، سلامتی کونسل کے 15رکن مما لک کا حمایت سے انکار ✍12/جنوری: پاکستان: فیول پرائس ایڈجسٹمنٹ، بجلی ایک روپیہ 6پیسے یونٹ مہنگی، اطلاق جنوری بلوں پر ہوگا ✍13/جنوری: پاکستان: پاک بحریہ کا اینٹی شپ میزائلز اور تارپیڈوز فائرنگ کا کامیاب تجربہ ✍14/جنوری: پاکستان: پاکستان، ترکی، آذربائیجان کا دہشت گردی کے خلاف مشترکہ حکمتِ عملی اپنانے پر اتفاق ✍15/جنوری: پاکستان: سٹاک مارکیٹ میں مندی، سونا اور ڈالر سستا ✍16/جنوری: پاکستان: پیٹرول 3روپے 20پیسے، ہائی سپیڈ ڈیزل 2روپے 95پیسے لٹر مہنگا ✍17/جنوری: پاکستان: سینیٹ انتخابات، الیکشن کمیشن نے اوپن بیلٹ کی مخالفت کر دی، آرٹیکل 226واضح ہے، وزیرِ اعظم اور وزرائے اعلیٰ کے سوا تمام الیکشن خفیہ ووٹنگ سے ہوں گے، سپریم کورٹ میں جواب جمع ✍18/جنوری: پاکستان: نویں سے بارہویں تک تعلیمی ادارے آج کھل گئے، احتیاطی تدابیر پر عمل لازم ☚ کورونا: چین نے پی آئی اے سمیت کئی ایئرلائنز کی پروازیں روک دیں ✍19/جنوری: پاکستان: جولائی تا دسمبر: غیر ملکی سرمایہ کاری میں 72فیصد کمی، اسٹیٹ بینک، مہنگائی 0.22فیصد کم، 7اشیاء سستی، 21 کی قیمتیں مستحکم، ذرائع ✍20/جنوری: پاکستان: نئی PHD پالیسی کا نوٹیفکیشن، پرانے طلبہ بھی مستفید ہونگے، تھیسس کی ایویلیوایشن اب پاکستانی پروفیسر کر سکیں گے، 3سے 8سال مدت ہوگی، ناگزیر وجوہات پر ریسرچ مکمل نہ کرنے والے طلبہ کو مزید 2سال مہلت دی جا سکتی ہے۔

www.idaraghufran.org